مسلسل اشاعت کے چھپن سال

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ

الحق

673 / صفر، ربیع الاول ۱۴۴۳ھ ستمبر ۲۰۲۱

بیاد
شیخ الحدیث
مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ

بانی: مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ شہید

سرپرست اعلیٰ: مولانا انوار الحق

مدیر اعلیٰ: مولانا راشد الحق سمیع

محمد شاہد حنیف
مجلس التحقیق الاسلامی، ۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن لاہور

اشاریہ ماہنامہ الحق جلد ۵۶ [۲۰۲۰-۲۱ء]

اس اشاریے میں تمام مضامین کو موضوعاتی تقسیم کے بعد تبصرۂ کتب کو بھی متعلقہ موضوع کے تحت مقالات کے بعد لکیر لگا کر درج کیا گیا ہے تاکہ ایک موضوع پر ایک ہی جگہ سے مضامین و کتب سے آگاہی ہو سکے۔

نقشِ آغاز [حالات و واقعات]

راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی دینی، قومی، سیاسی، حیات و خدمات کانفرنس [اداریہ]	اکتوبر ۲۰۲۰/۲
راشد الحق سمیع، حافظ	شہید اسلام مولانا سمیع الحق کی شہادت ..... قاتلوں کی عدم گرفتاری؟ [اداریہ]	اکتوبر ۲۰۲۰/۳-۵
راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا سمیع الحق شہیدؒ: حیات و خدمات کانفرنس، متفقہ اہم اعلامیہ [اداریہ]	اکتوبر ۲۰۲۰/۹-۱۰
راشد الحق سمیع، حافظ	امریکی صدر جو بائیڈن کی آمد اور ڈونلڈ ٹرمپ کی رخصتی [اداریہ]	جنوری ۲۰۲۱/۲
راشد الحق سمیع، حافظ	فرانس کی انتہاپسندی (توہین رسالتؐ) حالیہ تحریک اور حکومت کا تشدد [اداریہ]	اپریل ۲۰۲۱/۲
راشد الحق سمیع، حافظ	جامعہ حقانیہ میں نئے تعلیمی شعبے "تخصص فی الدعوۃ والارشاد" کا قیام [اداریہ]	مئی۔ جون ۲۰۲۱/۲-۳
راشد الحق سمیع، حافظ	امارت اسلامی افغانستان کی دنیا کی عالمی استعماری قوتوں کو شکست [اداریہ]	جولائی۔ اگست ۲۰۲۱/۲-۴
راشد الحق سمیع، حافظ	حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی حیات و خدمات کے حوالے سے ماہنامہ "الحق" کی خصوصی اشاعت اور تقریب رونمائی [اداریہ]	ستمبر ۲۰۲۱/۹

نقشِ آغاز [وفیات]

راشد الحق سمیع، حافظ	شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر محمد عادل خانؒ کی شہادت [اداریہ]	اکتوبر ۲۰۲۰/۶-۷
راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا قاضی محمد تسیم کلاچویؒ کی رحلت [اداریہ]	اکتوبر ۲۰۲۰/۸
راشد الحق سمیع، حافظ	علامہ خادم حسین رضویؒ کی وفات [اداریہ]	دسمبر ۲۰۲۰/۲-۳
راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا مفتی زرولی خانؒ کی وفات [اداریہ]	دسمبر ۲۰۲۰/۴
راشد الحق سمیع، حافظ	برادر مکرم مولانا ابن الحسن عباسیؒ کی وفات [اداریہ]	دسمبر ۲۰۲۰/۵-۶
راشد الحق سمیع، حافظ	بابائے پشتو صحافت پیر سفید شاہ ہمدردؒ کی وفات [اداریہ]	دسمبر ۲۰۲۰/۷
راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا فضل ربی ندویؒ کی وفات [اداریہ]	جنوری ۲۰۲۱/۳
راشد الحق سمیع، حافظ	آہ! ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوریؒ [اداریہ]	فروری ۲۰۲۱/۲-۴
راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا غلام صادق حقانیؒ کا سانحہ ارتحال [اداریہ]	فروری ۲۰۲۱/۴
راشد الحق سمیع، حافظ	مولانا عطاء المحسن شاہ بخاریؒ کی وفات [اداریہ]	فروری ۲۰۲۱/۵

راشدالحق سمیع، حافظ	مولانا میاں ایاز حقانی کو صدمہ [اداریہ]	فروری۲۰۲۱/۶
راشدالحق سمیع، حافظ	مولانا ظہورالحقؒ کی رحلت [اداریہ]	اپریل۲۰۲۱/۳
راشدالحق سمیع، حافظ	عالم اسلام کی معروف علمی شخصیت مولانا وحیدالدین خانؒ کی رحلت [اداریہ]	اپریل۲۰۲۱/۴-۶
راشدالحق سمیع، حافظ	مولانا عبدالرزاق اسکندرؒ کی وفات [اداریہ]	مئی، جون۲۰۲۱/۴
راشدالحق سمیع، حافظ	مولانا نورعالم خلیل امینیؒ کی جدائی [اداریہ]	مئی، جون۲۰۲۱/۵-۱۰
راشدالحق سمیع، حافظ	ناظم ماہنامہ "الحق" الحاج محمد نثارؒ کی رحلت [اداریہ]	جولائی، اگست۲۰۲۱/۵
راشدالحق سمیع، حافظ	محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خانؒ کی وفات [اداریہ]	ستمبر۲۰۲۱/۱۲
راشدالحق سمیع، حافظ	معروف محقق ضیاءالدین لاہوریؒ کی جدائی [اداریہ]	ستمبر۲۰۲۱/۱۴

قرآنیات

مغفوراللہ، مولانا	سورہ اخلاص و معوذتین تفسیری نکات، رموز و اسرار	جنوری۲۰۲۱/۲۲-۳۱
حبیب اللہ حقانی (مبصر)	اضواء البیان فی تفسیر آیات القرآن از روح الامین نوشہروی	فروری۲۰۲۱/۶۳
حبیب اللہ حقانی (مبصر)	محاسن القرآن (دروس القرآن) از مفتی غلام الرحمٰن	مئی، جون۲۰۲۱/۶۷
محمد اسلام حقانی (مبصر)	اعجاز الخضر فی علوم السور (قرآنی سورتوں کے علوم) از ذبیح اللہ مجددی	جولائی، اگست۲۰۲۱/۶۳
" "	تدریس القرآن فی استفادۃ الطالبان از عبدالجبار مجاہد	دسمبر۲۰۲۰/۶۳
" "	تفسیر سورہ یٰسین از محمد متین ہاشمی	دسمبر۲۰۲۰/۶۰
" "	مضامین قرآن (سورتوں کے موضوعات اور خلاصے) از الطاف الرحمٰن عباسی	اپریل۲۰۲۱/۶۰
" "	آسان تجویدی قاعدہ از قاری اسداللہ حقانی	مارچ۲۰۲۱/۶۳

علومِ حدیث

ذاکرحسن نعمانی، مفتی	نام نہاد اسکالروں کا فتنہ فہم حدیث [انکار حدیث کی نئی راہیں/۲ اقساط]	مئی، جون۲۰۲۱/۴۸-۵۳، جولائی، اگست۲۰۲۱/۴۵-۵۱
حبیب اللہ حقانی (مبصر)	تراث العلماء الحنفیۃ فی اصول الحدیث وعلومہ (الفیہ) از نور محمد ثاقب	مئی، جون۲۰۲۱/۶۹
حبیب اللہ حقانی (مبصر)	درالفرائد ترجمہ و شرح جمع الفوائد (مجموعہ حدیث) از محمد بن محمد بن سلیمان [مترجم: عاشق الٰہی میرٹھی]	مئی، جون۲۰۲۱/۶۸
محمد اسلام حقانی (مبصر)	اربع انہار اربعین نبوی مع تعلیمات و اصطلاحات صوفیہ از محمد وحیدالرحمٰن شاہ	مارچ۲۰۲۱/۶۴
حبیب اللہ حقانی (مبصر)	تحفۃ العلوی شرح جامع ترمذی از مولانا عبدالحق علوی	ستمبر۲۰۲۱/۵۹
محمد اسلام حقانی (مبصر)	درود شریف کی اہمیت و فضیلت از صوفی طارق محمود	ستمبر۲۰۲۱/۵۹
محمد اسلام حقانی (مبصر)	چہل حدیث درود و سلام از مولانا محمد یوسف متالا	ستمبر۲۰۲۱/۶۰

عبادات

ابوجندل قاسمی	ماہِ رمضان المبارک، تقویٰ کے حصول کا بہترین ذریعہ	مارچ۲۰۲۱/۴۳-۵۰
انوارالحق، مولانا	شعبان المعظم اور شبِ برات کی فضیلت [خطبۂ جمعہ]	فروری۲۰۲۱/۷-۱۱
گوہر رحمٰن نقشبندی	فضائل و خصائل ماہ شوال المکرم	اپریل۲۰۲۱/۳۱-۳۵

لقمان الحق حقانی	قربانی کے جانوروں کے عیوب اوران کا شرعی حکم	مئی جون۲۰۲۱/۵۳-۵۷
حبیب اللہ حقانی (بصر)	فضائل ومسائل رمضان المبارک از محمد ظاہر شاہ حقانی	اپریل۲۰۲۱/۶۴
محمد اسلام حقانی (بصر)	نورانی دعائیں مع اسمائے حسنیٰ از محمد سلیم دھورات	جولائی،اگست۲۰۲۱/۶۲
،،	گلدستہ درود وسلام از مولانا مفتی احسان الحق	ستمبر۲۰۲۱/۶۰
،،	دعاؤں کا خزانہ از ڈاکٹر فیوض الرحمٰن	ستمبر۲۰۲۱/۶۱
،،	مسنون دعائیں از مفتی عاشق الٰہی بلند شہری	ستمبر۲۰۲۱/۶۱

ایمانیات

احمد الیاس	فرانس: نسل پرستانہ سامراجیت کی جاری تاریخ	اپریل۲۰۲۱/۲۸-۳۰
انوار الحق، مولانا	فرانس میں صدارتی طور پر گستاخانہ خاکوں پر خطاب [مرتب: سعید الحق جدون]	اکتوبر۲۰۲۰/۴۲-۴۳
راشد الحق سمیع، حافظ	فرانس کی انتہاپسندی (توہین رسالت) حالیہ تحریک اور حکومت کا تشدد [اداریہ]	اپریل۲۰۲۱/۲
محمد سلمان عثمانی، حافظ	۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مسلمانوں کو جذبہ ایمانی	مارچ۲۰۲۱/۳۴-۳۶
محمد اسلام حقانی (بصر)	ختم نبوت اور رد قادیانیت (افادات سرفراز خان صفدر) [مرتب: عبداللہ ایس]	دسمبر۲۰۲۰/۶۲

فقہ واجتہاد

حبیب الرحمٰن اعظمی	تصوف کی حقیقت	دسمبر۲۰۲۰/۲۹-۳۱
ظفر اللہ خان، بیرسٹر	فلسفہ اجتہاد [فکر اقبال کی روشنی میں/۲ اقساط]	مئی، جون۲۰۲۱/۳۴-۴۰، جولائی اگست۲۰۲۱/۳۷-۴۴
عبدالرشید طلحہ نعمانی	فتوے کی شرعی حیثیت	اکتوبر۲۰۲۰/۳۶-۳۹
محمد راشد ڈسکوی	تبلیغی مراکز واجتماعات میں لاؤڈ اسپیکر کے بغیر نماز پڑھانے کا مسئلہ	جنوری۲۰۲۱/۴۸-۵۶
حبیب اللہ حقانی (بصر)	مرغوب الفقہ (فتاویٰ/۱۳ جلدیں) از مرغوب احمد لاجپوری	اپریل۲۰۲۱/۶۳
محمد اسلام حقانی (بصر)	افضل التطبیق العصری علی مسائل القدوری از محمد افضل اشاعتی	دسمبر۲۰۲۰/۶۴
،،	دین وشریعت کی بنیادیں اور فقہی اصول وضابطے قرآن کریم کی روشنی میں (افادات مفتی محمد شفیع) [مرتب: محمد زاہد مظاہری]	اکتوبر۲۰۲۰/۶۲
،،	فقہی قواعد کا تحقیقی مطالعہ از مفتی شاد محمد شاد	اپریل۲۰۲۱/۶۲
،،	تسہیل بہشتی گوہر از مولانا حسین اسماعیل	ستمبر۲۰۲۱/۶۳
حبیب اللہ حقانی (بصر)	مسجد وکمیٹی سے متعلقہ اہم مسائل اوران کا حل از قاری محمد شفیق......	ستمبر۲۰۲۱/۶۴

تعلیم وتعلیم اور مدارس

انوار الحق، مولانا	دارالعلوم دیوبند کے عظیم جشن بہاراں (صد سالہ اجتماع) کا ایک منظر [قسط۳تا۱۰]	اکتوبر۲۰۲۰/۳۹-۴۱، دسمبر۲۰۲۰/۱۲-۱۵، جنوری۲۰۲۱/۸-۱۲، فروری۲۰۲۱/۱۲-۱۵، مارچ۲۰۲۱/۱۱-۱۴، اپریل۲۰۲۱/۱۶-۱۸، مئی جون۲۰۲۱/۲۰-۲۱
انوار الحق، مولانا	نظام تعلیم کی اصل بنیاد کیا ہونی چاہیے؟ [خطبہ جمعہ]	اپریل۲۰۲۱/۷-۱۵
حبیب اللہ شاہ حقانی	فضلائے دینی مدارس سے چند گذارشات [اداریہ]	مارچ۲۰۲۱/۲-۵

ڈاکٹر حسن نعمانی، مفتی	آدابِ تقریب و تقریر	مارچ۲۰۲۱/۳۷-۴۲
فضل اللہ، قاضی	تعلیم مقصود ہے یا یا مقصد تعلیم؟	اپریل۲۰۲۱/۴۸-۵۱
محمد اسلام حقانی (مرتب)	مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا دینی مدارس نظام تعلیم کے متعلق تاریخی خطاب	ستمبر۲۰۲۱/۳۱

سیرت النبیؐ و سیرتِ صحابہؓ

انوار الحق، مولانا	اوصاف رسالتؐ بزبان قرآن [خطبۂ جمعہ]	ستمبر۲۰۲۱/۱۸
عبدالرشید طلحہ نعمانی	سیرت رسولؐ کا سماجی پہلو	ستمبر۲۰۲۱/۲۳
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	سیرت کے نقوش از عبدالشکور لکھنوی فاروقی [مرتبین: محبوب احمد+مفتی محمد اظہر]	فروری۲۰۲۱/۶۳
" "	ماہنامہ "تعمیر افکار" کراچی کا "فن سیرت اور علوم سیرت" نمبر [مدیر: سید عزیز الرحمن]	دسمبر۲۰۲۰/۶۲
" "	۹۹ دروس میں سیرتِ طیبہؐ (نقشے، تصاویر، عبرتیں) از الطاف الرحمن عباسی	اپریل۲۰۲۱/۶۳
انوار الحق، مولانا	صحابہ کرامؓ کا مقصدِ حیات [خطبۂ جمعہ]	مئی، جون۲۰۲۱/۱۱-۱۶
محمد اسلام حقانی (تبصرہ)	اہل بیتؓ از قائد العمروسی [مترجم: سعید الرحمن علوی]	مارچ۲۰۲۱/۶۲
" "	ماہنامہ "المدینہ" کراچی کا "عشرہ مبشرہؓ" نمبر [مدیر: قاری حامد محمود]	مئی، جون۲۰۲۱/۷۱
" "	نور فلک در مسئلہ فدک از محمد اقبال رنگونی	مارچ۲۰۲۱/۶۲
" "	سفینة النجات فی ذکر مناقب السادات از مفتی مرغوب احمد لاجپوری	ستمبر۲۰۲۱/۶۳

مولانا سمیع الحق شہیدؒ

حبیب اللہ شاہ حقانی	مولانا سمیع الحق شہیدؒ: حیات و خدمات کانفرنس [مکمل رپورٹ]	اکتوبر۲۰۲۰/۱۱-۳۸
سمیع الحق، مولانا	عہدِ طالب علمی کے (ڈائری سے) چند علمی منتخبات [مرتب: عرفان الحق حقانی / قسط ۸۰تا۸۶]	دسمبر۲۰۲۰/۱۶-۲۳،

جنوری۲۰۲۱/۲۳-۴۱، فروری۲۰۲۱/۱۶-۲۱، مارچ۲۰۲۱/۱۵-۲۰، اپریل۲۰۲۱/۱۹-۲۷، مئی جون۲۰۲۱/۲۲-۲۸، جولائی، اگست۲۰۲۱/۲۶-۳۰

محمد رابع حسنی ندوی	مولانا سمیع الحق شہیدؒ: عظیم القدر دینی و ملی شخصیت	اکتوبر۲۰۲۰/۳۳-۳۵
محمد زرولی خان، مفتی	مولانا سمیع الحق شہیدؒ عالمگیر شخصیت	دسمبر۲۰۲۰/۲۵-۲۸
نور عالم خلیل امینی	مولانا سمیع الحق شہیدؒ، صاحبِ نظر دانشور	مئی، جون۲۰۲۱/۱۷-۲۹
ادارہ	مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت کے متعلق امارت اسلامیہ افغانستان کا اعلامیہ	جولائی، اگست۲۰۲۱/۳۶
راشد الحق سمیع، حافظ	حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی حیات و خدمات کے حوالے سے ماہنامہ "الحق" کی خصوصی اشاعت اور تقریب رونمائی [اداریہ]	ستمبر۲۰۲۱/۹
ادارہ	ڈاکٹر عبدالقدیر خانؒ کے مکتوبات بنام حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ	ستمبر۲۰۲۱/۱۵

شخصیات

حبیب اللہ شاہ حقانی	ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوریؒ اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ	فروری۲۰۲۱/۴۴-۵۲
حبیب اللہ شاہ حقانی	صحیحے اولیاء: ملفوظات مولانا قاری عبدالغفور وزیرستانی	مئی، جون۲۰۲۱/۵۸-۶۳
ڈاکٹر حسن نعمانی، مفتی	بخارا، سمرقند اور ترمذ کا علمی، روحانی اور معلوماتی سفر [قسط ۵،۶]	دسمبر۲۰۲۰/۵۰-۵۴، جنوری۲۰۲۱/۵۷-۶۰
عبدالقیوم حقانی، مولانا	شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ...... بارگاہِ رسالتؐ میں احترام اسمِ محمدؐ کی برکتیں	مئی جون۲۰۲۱/۲۹-۳۳

عبداللہ بن مسعود	عظیم محدث و محقق علامہ ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی نعمانی	مارچ ۲۰۲۱/۵۳-۵۸
قاسم محمود، ڈاکٹر	دیارِ خلافت (ترکی) کا سفرِ شوق [۳ اقساط]	اپریل ۲۰۲۱/۵۲-۵۵، مئی، جون ۲۰۲۱/۴۱-۴۷، جولائی، اگست ۲۰۲۱/۵۲-۵۷، ستمبر ۲۰۲۱
محمد اسرار مدنی	منشی نول کشور کا مسلم علمی ورثہ کی اشاعت میں اہم کردار	جنوری ۲۰۲۱/۳۵-۴۷
محمد الیاس گھمن	شیخ الحدیث مفتی محمد زرولی خانؒ	دسمبر ۲۰۲۰/۳۲-۴۵
محمد بشارت نواز	مولانا ابن الحسن عباسیؒ کی یاد میں	جنوری ۲۰۲۱/۳۸-۴۳
محمد رابع حسنی ندوی	مکتوب	دسمبر ۲۰۲۰/۵۵
محمد رابع حسنی ندوی	مولانا فضل ربی ندویؒ	فروری ۲۰۲۱/۲۵-۲۷
محمد ابراہیم فانی، مولانا	ایٹمی دھماکے پر ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو خراجِ عقیدت	ستمبر ۲۰۲۱/۱۷
جناب رشید بنگش	مولانا ظہور الحق صاحبؒ کے احوال و آثار	ستمبر ۲۰۲۱/۳۶
حبیب اللہ حقانی، مولانا	دارالعلوم کے قدیم فاضل مولانا عبدالقادر حقانی کا تذکرہ	ستمبر ۲۰۲۱/۵۲
حبیب اللہ حقانی (مبصر)	برصغیر کی تاریخ دعوت و عزیمت میں مولانا محمد الیاس کا کردار از تسمیع اللہ شہزاد	اپریل ۲۰۲۱/۶۱
محمد اسلام حقانی (مبصر)	افاداتِ مالکیہ (مولانا عبدالمالک اور اُن کا خاندان) از فضل امین خان	جنوری ۲۰۲۱/۷۱
" "	امام شاہ ولی اللہ کا نظریہ انقلاب و سیاست از عبیداللہ سندھی [مترجم: محمد وہاب فریدی]	مئی، جون ۲۰۲۱/۷۰
" "	پیر تاریک بایزید انصاری (انسائیکلوپیڈیا) از مدرار اللہ مدرار	دسمبر ۲۰۲۰/۷۱
" "	ختم نبوت اور ردِ قادیانیت (افاداتِ سرفراز خان صفدر) [مرتب: عبداللہ انس]	دسمبر ۲۰۲۰/۶۲
" "	ماہنامہ 'بینات' کراچی کا "ڈاکٹر حبیب اللہ مختار" نمبر [مدیر: محمد اعجاز مصطفیٰ]	اکتوبر ۲۰۲۰/۶۱
" "	سوانح حیات مولانا حسین علی الوانیؒ از مولانا عبدالمعبود	ستمبر ۲۰۲۱/۶۲

معاشرت

احمد عبیداللہ قاسمی	مغربی تہذیب و ثقافت کی حقیقت اور معاشرہ پر اس کے سنگین اثرات	جنوری ۲۰۲۱/۳۲-۳۷
انوار الحق، مولانا	زندگی کیسے گزاری جائے؟ [خطبۂ جمعہ]	دسمبر ۲۰۲۰/۸-۱۱
انوار الحق، مولانا	منافقین کی علامتیں اور نشانیاں [خطبۂ جمعہ]	مارچ ۲۰۲۱/۶-۱۰
انوار الحق، مولانا	والدین کا مقام اور ان کے حقوق [خطبۂ جمعہ]	جنوری ۲۰۲۱/۴-۷
فضل اللہ، قاضی	زندگی جہدِ مسلسل کا نام ہے	فروری ۲۰۲۱/۳۲-۴۳
گوہر رحمان نقشبندی	تزکیہ نفس کی پہلی شرط رزقِ حلال ہے	فروری ۲۰۲۱/۵۳-۵۷
محمد ابوبکر شیخ	حقوقِ نسواں، عورت مارچ اور ہماری ذمہ داریاں	مارچ ۲۰۲۱/۵۱-۵۲

سیاسیات

اکرام الحق یٰسین	جدید جمہوریت اور نفاذِ اسلام، پاکستان کے تناظر میں	فروری ۲۰۲۱/۲۸-۳۱
ظفر اللہ خان، بیرسٹر	شورائی نظامِ سیاست اور اسلام	دسمبر ۲۰۲۰/۳۲-۳۷
محمد اسلم بیگ، مرزا	ہمیں اپنے اسلامی نظام کی بنیادوں کو مستحکم کرنے کی ضرورت ہے	دسمبر ۲۰۲۰/۳۸-۴۱
گوہر رحمٰن نقشبندی	اسلام کا نظامِ عدل	دسمبر ۲۰۲۰/۳۶-۳۹

تاریخ

محمد اسلام حقانی (مبصر)	تاریخ اُمتِ مسلمہ (چار جلدیں، انسائیکلوپیڈیا) از محمد اسماعیل ریحان	جنوری ۲۰۲۱/۶۱-۶۳
محمد اسلام حقانی (مبصر)	معرکہ بالاکوٹ اور گوجر قوم از مہدی الزمان کھٹانہ	مارچ ۲۰۲۱/۶۳

افغانستان

ادارہ	امیر المؤمنین مُلا محمد عمر سے ملاقات کی تقریب [قندھار میں مولانا سمیع الحق کا خطاب]	جولائی ۲۰۲۱/۱۳-۱۹
اسلم بیگ، مرزا	طالبان ہی افغانستان میں قیامِ امن کی ضمانت ہیں	مارچ ۲۰۲۱/۲۳-۳۳
انوار الحق، مولانا	تحریکِ طالبان کا پہلا مثالی اسلامی دورِ حکومت	جولائی، اگست ۲۰۲۱/۲۰-۲۵
راشد الحق سمیع، حافظ	امارتِ اسلامی افغانستان کی دنیا کی عالمی استعماری قوتوں کو شکست [اداریہ]	جولائی، اگست ۲۰۲۱/۲-۴
سلمان ندوی، سید	حقانیوں کا حق ثابت ہوگیا [مکتوب]	جولائی، اگست ۲۰۲۱/۵۸
سمیع الحق، مولانا	جہادِ افغانستان، فتح مبین اور امارتِ اسلامی بحالی [یادگار تحریر/اشاعتِ ثانی]	جولائی، اگست ۲۰۲۱/۶-۱۲
عبدالقیوم حقانی، مولانا	چودھویں صدی میں اسلام کا اعجاز: طالبان دو سپر پاورز کے فاتحین	جولائی، اگست ۲۰۲۱/۳۱-۳۵

عالم اسلام و مغرب

احمد الیاس	فرانس: نسل پرستانہ سامراجیت کی جاری تاریخ	اپریل ۲۰۲۱/۲۸-۳۰
راشد الحق سمیع، حافظ	امریکی صدر جو بائیڈن کی آمد اور ڈونلڈ ٹرمپ کی رخصتی [اداریہ]	جنوری ۲۰۲۱/۲
محمد اسلام حقانی (مبصر)	فلسطین کی ڈائری (سفرنامہ) از مولانا سہیل باوا	اکتوبر ۲۰۲۰/۶۳

لسانیات

محمد اسلام حقانی (مبصر)	التوضیح الشافی اردو شرح شرح متن الکافی (عربی گرائمر) از فضل عظیم اسعد	جولائی، اگست ۲۰۲۱/۶۲
" "	چمنستان آسان ترجمہ و شرح گلستان (فارسی گرائمر) از مفتی عبدالرزاق حقانی	جولائی، اگست ۲۰۲۱/۶۴
" "	نحوی لطائف از محمد سلیم آلف	اکتوبر ۲۰۲۰/۶۴

متفرقات

ذاکر حسن نعمانی، مفتی	وبا کی آزمائش اور شہادت [کرونا وائرس کے پس منظر میں]	اکتوبر ۲۰۲۰/۵۰-۵۵
عرفان الحق حقانی	مقالات حجۃ الاسلام: مولانا قاسم نانوتویؒ [کی اشاعت، ایک عظیم کارنامہ]	اپریل ۲۰۲۱/۴۵-۴۷
محمد اجمل قاسمی	دین کی پاسداری ہماری بقا کی ضامن	اپریل ۲۰۲۱/۳۶-۴۳
محمد اسلام حقانی (مبصر)	خطباتِ عرفان از عرفان الحق حقانی	اپریل ۲۰۲۱/۶۰
" "	رسائل مفتی محمود از مفتی محمود [مترجم: عبدالحکیم اکبری + فیاض الرحمٰن علوی]	مئی جون ۲۰۲۱/۷۰
" "	ظہورِ مہدی اور عصرِ حاضر از مفتی ثناء اللہ مردان	فروری ۲۰۲۱/۶۳
" "	عشقِ الٰہی منزل بہ منزل (ملفوظات) از حکیم عبداللطیف نقشبندی	مئی، جون ۲۰۲۱/۷۰

دارالعلوم حقانیہ کے شب و روز

ادارہ	دعائے صحت کی اپیل [دارالعلوم حقانیہ کے متعلقین کے لیے]	مارچ ۲۰۲۱/۵

ادارہ	ماہنامہ'الحق' کی خصوصی اشاعت "یادمولانا سمیع الحق شہید" [اعلان]	اکتوبر۲۰۲۰/۰، جنوری۲۰۲۱/۰، دسمبر۲۰۲۰/۰
حبیب اللہ شاہ حقانی	جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی تقریب دستار بندی وختم بخاری	مارچ۲۰۲۱/۲۱-۲۳
راشد الحق سمیع، حافظ	جامعہ حقانیہ میں نئے تعلیمی شعبے "تخصص فی الدعوۃ والارشاد" کا قیام [اداریہ]	مئی، جون۲۰۲۱/۲-۳
عبدالحق ثانی،صاحبزادہ	مہتمم مولانا انوارالحق کی مصروفیات واسفار اکتوبر۲۰۲۰/۵۶، دسمبر۲۰۲۰/۵۷، فروری۲۰۲۱/۵۸-۵۹، مارچ۲۰۲۱/۶۰، اپریل۲۰۲۱/۵۶، مئی، جون۲۰۲۱/۶۵، جولائی،اگست۲۰۲۱/۵۹، ستمبر۲۰۲۱	
" "	نائب مہتمم مولانا حامد الحق حقانی کی مصروفیات و اسفار اکتوبر۲۰۲۰/۵۸-۵۹، دسمبر۲۰۲۰/۵۸-۵۹، فروری۲۰۲۱/۵۹-۶۰، مارچ۲۰۲۱/۶۱، اپریل۲۰۲۱/۵۷، مئی، جون۲۰۲۱/۶۵، جولائی،اگست۲۰۲۱/۵۹-۶۰، ستمبر۲۰۲۱	
" "	دو نومبر یوم شہادت مولانا سمیع الحق شہید کانفرنس،اسلام آباد	اکتوبر۲۰۲۰/۵۶
" "	خاندان حقانی کو صدمہ: شیخ الحدیث عبدالحق کی نواسی محترمہ صائمہ کی وفات	اکتوبر۲۰۲۰/۵۷
" "	مولانا اسامہ سمیع کی نانی جان کی وفات	اکتوبر۲۰۲۰/۵۷
" "	دارالافتا (دارالعلوم حقانیہ) کے مفتی غلام حسین کی حادثاتی وفات	اکتوبر۲۰۲۰/۶۰
" "	دارالعلوم حقانیہ میں ششماہی امتحانات وتعطیلات	دسمبر۲۰۲۰/۵۶
" "	بابائے صحافت پیر سفید شاہ ہمدرد کا انتقال	دسمبر۲۰۲۰/۵۶
" "	دارالعلوم حقانیہ کی سالانہ مجلس شوریٰ کا اجلاس	فروری۲۰۲۱/۵۸
" "	رد قادیانیت اور ختم نبوت کورس کے شرکا میں اسناد کی تقسیم	فروری۲۰۲۱/۶۱
" "	دارالعلوم کے استاد فیض الرحمن حقانی کا علمی کارنامہ [شرح شمائل ترمذی]	فروری۲۰۲۱/۶۱
" "	مولانا عرفان الحق حقانی اور صاحبزادہ خزیمہ سمیع (دونوں) کے ہاں بیٹے کی پیدائش	فروری۲۰۲۱/۶۱
" "	جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی جلسہ دستار بندی	مارچ۲۰۲۱/۵۹
" "	جامعہ حقانیہ کے سالانہ امتحانات وتعطیلات	مارچ۲۰۲۱/۵۹
" "	جامعۃ الرشید کراچی کی میڈیا ٹیم JTR میڈیا کی جامعہ حقانیہ آمد	مارچ۲۰۲۱/۶۰
" "	جامعہ حقانیہ کے طلبا کی وفاق المدارس میں نمایاں کامیابی	اپریل۲۰۲۱/۵۷
" "	جامعۃ الرشید کی میڈیا ٹیم کی آمد اور پروگرام "ہمارے مدارس" کی ریکارڈنگ	اپریل۲۰۲۱/۵۷
" "	جامعہ حقانیہ میں رمضان المبارک میں دورہ تفسیر کا اہتمام	اپریل۲۰۲۱/۵۸
" "	جامعہ مسجد مولانا عبدالحق میں نماز تراویح میں ختم القرآن	اپریل۲۰۲۱/۵۸
" "	جامعہ کے نئے تعلیمی سال ۴۳-۱۴۴۲ھ بمطابق ۲۲-۲۰۲۱ء کے داخلوں کا شیڈول	اپریل۲۰۲۱/۵۹
" "	جامعہ کے نئے تعلیمی سال ۴۳-۱۴۴۲ھ بمطابق ۲۲-۲۰۲۱ء کا باقاعدہ آغاز	مئی، جون۲۰۲۱/۶۴
" "	جامعہ حقانیہ میں نئے تعلیمی شعبے تخصص فی الدعوۃ والارشاد کا قیام	مئی، جون۲۰۲۱/۶۴
" "	جامعہ حقانیہ میں قدیم متخصصین اور مفتیوں کا پہلا کامیاب اجتماع	مئی، جون۲۰۲۱/۶۴
" "	وفیات	مئی، جون۲۰۲۱/۶۶، جولائی،اگست۲۰۲۱/۶۱، ستمبر۲۰۲۱
محمد وہاب منگوری	جامعہ حقانیہ میں "تخصص فی الدعوۃ و الارشاد" کا قیام [مکتوب]	جولائی،اگست۲۰۲۱/۵۸
عبدالحق ثانی،صاحبزادہ	جامعہ حقانیہ کے سہ ماہی امتحانات وتقریب انعامات	ستمبر۲۰۲۱/۵۵
" "	ملکی وبین الاقوامی صحافیوں کی حضرت نائب مہتمم سے انٹرویوز کے آمد	ستمبر۲۰۲۱/۵۵

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا

جلد نمبر 56
شمارہ نمبر 12
صفر/ربیع الاول ۱۴۴۳ھ
ستمبر ۲۰۲۱ء

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ

الحق

اکوڑہ خٹک

بانی	باہتمام	نگران	مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب	مولانا حامد الحق حقانی	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

معاون مدیر: محمد اسلام حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی حیات و خدمات کے حوالے سے ماہنامہ ''الحق'' کی خصوصی اشاعت اور تقریب رونمائی۔ محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی وفات، جناب ضیاء الدین لاہوری کی جدائی ...... مولانا راشد الحق سمیع ۹
- ڈاکٹر عبدالقدیر خانؒ کے مکتوبات بنام حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ ...... ادارہ ۱۵
- ایٹمی دھماکہ پر ڈاکٹر عبدالقدیر خانؒ کو خراج عقیدت ...... مولانا حافظ محمد ابراہیم فانیؒ ۱۷
- اوصاف رسالتؐ بزبان قرآن ...... حضرت مولانا انوار الحق ۱۸
- سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سماجی پہلو ...... مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی ۲۳
- امارات اسلامیہ افغانستان ایک سچ ...... جناب نسیم الحق زاہدی ۲۸
- مولانا شہیدؒ کا مدارس و نظام تعلیم کے متعلق جامعہ اشرفیہ میں تاریخی خطاب ...... اسلام حقانی ۳۱
- دیار خلافت (ترکی) کا سفر شوق ...... (قسط۴) ...... مولانا ڈاکٹر قاسم محمود ۳۹
- حضرت مولانا ظہور الحق صاحبؒ کے احوال و آثار ...... جناب رشید بنگش ۴۶
- دارالعلوم کے قدیم فاضل مولانا عبدالقادر حقانی کا تذکرہ ...... مولانا سید حبیب اللہ حقانی ۵۲
- دارالعلوم کے شب و روز ...... صاحبزادہ عبدالحق ثانی ۵۵
- تعارف و تبصرہ کتب ...... مولانا محمد اسلام حقانی ۵۹

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: +92 923 -630435
فیکس نمبر: +92 923 -630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/40 روپے۔ سالانہ -/400 روپے۔ بیرون ملک 40$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا راشد الحق، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ اردو بازار پشاور

کمپوزنگ: بابر حنیف

مولانا راشد الحق سمیع

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی حیات و خدمات کے حوالے سے ماہنامہ ''الحق'' کی خصوصی اشاعت اور تقریب رونمائی

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم! الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور توفیق سے بانی ''الحق'' نابغہ روزگار شخصیت، ہمہ جہت، ہشت پہلو، عہد ساز ہستی، شہید اسلام، شہید جہاد افغانستان و شہید ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مولانا سمیع الحق نوراللہ مرقدہ کی حیات و خدمات پر ماہنامہ ''الحق'' کی عظیم الشان تاریخی، علمی، ادبی اور سوانحی یادگار خصوصی اشاعت (چار جلدوں) میں شائع ہوکر آ گئی ہے، برصغیر پاک و ہند میں کسی ایک علمی وادبی سیاسی شخصیت پر چار ضخیم جلدوں پر مشتمل یہ اپنی نوعیت کی پہلی کاوش ہے اور صد شکر! یہ سب باتوفیق ایزدی ممکن ہوا ہے۔ اس سلسلے میں دو نومبر ۲۰۲۱ بروز منگل پشاور میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی قومی، ملی، علمی، ادبی و جہادی خدمات کے حوالے سے ایک بڑی قومی کانفرنس منعقد ہورہی ہے، جس میں ''الحق'' کی اس خصوصی اشاعت کی تقریب رونمائی بھی ہوگی (ان شاء اللہ) ہمارے لئے خوش قسمتی اور اعزاز کی بات ہے کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ (صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان) اس تقریب کے مہمان خصوصی کے طور پر شرکت فرمائیں گے ۔ہم حضرت کے استقبال کے لئے دیدہ دل فرش راہ کئے ہوئے ہیں اور آپ کی آمد کے منتظر ہیں ع اے آمدنت باعث آبادی ما

یہ خصوصی اشاعت اباجی شہیدؒ کی شخصیت گلستان ہزار رنگ کی ایک دلآویز داستان ہے جس کے ہر رنگ اور پہلو پر ہزاروں صفحات سیاہ ہوسکتے ہیں بلکہ ان کی حیات و خدمات کے ہر عنوان پر مستقل ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ آپ کی پوری زندگی تعلیم وتعلم، درس و تدریس، تصنیف و تالیف، قومی، ملی، سیاسی خدمات کے علاوہ اعلائے کلمۃ اللہ اور پاکستان کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے قادیانیت سمیت تمام فرق باطلہ اور اُمت مسلمہ کے خلاف عالمی استعمار کی دہشت گردی کے تعاقب میں گزری، پاکستان میں نفاذ شریعت کیلئے آپ کی تڑپ، پارلیمنٹ کے اندر اور باہر آپ کی تاریخ ساز جدوجہد، افغان جہاد کی سرپرستی اور خصوصاً تحریک طالبان افغانستان اور پھر امارت

اسلامی افغانستان کا بھرپور دفاع ،وکالت اور بہادری کے ساتھ ان کی ترجمانی کرنا اور پھر آخر دم تک ان کا ساتھ دینا آپ کی حیات کے ایسے لازوال کارنامے ہیں جو موجودہ اور آنے والی نسلوں کیلئے نشانِ راہ بن کر مہمیز کا کام دیں گے ان شاء اللہ۔ والد مکرم کی شخصیت میں جامعیت تھی دین کے ہر شعبہ میں ان کی مساعی جمیلہ کا ہر ایک کو نہ صرف اعتراف تھا بلکہ ان کے معاصرین آپ کی متنوع خدمات کو قابل رشک قرار دیتے تھے۔ابا جیؒ کی شہادت سے لے کر آج تک مسلسل تین سال میں ان کی حیات و خدمات پر آپ کے دوست واحباب، متعلقین، اعزہ ،اہل علم و دانش اور تلامذہ نے بہت کچھ لکھا ہے اور ماہنامہ "الحق" کو بھیجا بھی ہے الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تدوین ،ترتیب اور تکمیل کی توفیق عطا فرمائی اور اشاعت کے کٹھن مراحل سے گزار کر کامیابی سے سرفراز فرمایا۔

حضرت مولانا سمیع الحقؒ کی شہادت کے بعد سے اب تک اس خصوصی اشاعت کی تیاری میں دن رات کام ہوتا رہا، پہلے مرحلے میں ہم نے چالیس سے زائد ابواب قائم کئے پھر اس پر نظر ثانی کر کے پچیس ابواب تک اسے محدود کیا گیا اور اس "خصوصی اشاعت" کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی جس کی باہمی مشاورت سے آخری مرحلے میں اِسے پندرہ ابواب میں حتمی شکل دے دی گئی چونکہ والد صاحب رحمہ اللہ کی شخصیت کے اتنے زیادہ پہلو اور متعدد اوصاف و کمالات، کارہائے نمایاں، شخصیت ساز سیرت و کردار اور بے پناہ علمی ،دینی ،تدریسی ،انتظامی ،سیاسی ،سماجی ،صحافتی ،تصنیفی ،پارلیمانی اور جہادی خدمات تھیں کہ کم سے کم دس جلدوں پر "الحق" کا خصوصی نمبر تیار ہوسکتا تھا لیکن تنگی وقت کے باعث مجبوراً اس عظیم تاریخی دستاویز کو جامع اور ٹھوس انداز میں صرف چار جلدوں میں محدود کر دیا گیا۔ الحمدللہ تحدیث نعمت کے طور پر یہ عرض کرتا چلوں کہ ماہنامہ "الحق" نے اپنے بانی مدیر اعلیٰ اور ادارے کے سربراہ کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے چار ضخیم جلدوں پر محیط نمبر شائع کرنے کی سعادت حاصل کی غالباً اس سے قبل برصغیر پاک و ہند میں کسی ایک شخصیت پر چار جلدوں میں میری ناقص معلومات کے مطابق کوئی نمبر شائع نہیں ہوا ہوگا ، دراصل یہ حضرت والد صاحبؒ کی ہشت پہلو شخصیت کی برکت و کرامت تھی اور ایک بیٹے کا اپنے عظیم والد سے محبت کا ایک چھوٹا سا نذرانہ عقیدت ۔ اللہ تعالیٰ اِسے قبولیت سے نوازے چونکہ حضرت والد صاحبؒ ایک مشن اور تحریک کا نام تھے اس لئے یہ نمبر تنہا ان کی سوانح نہیں بلکہ یہ عالم اسلام اور پاکستان و افغانستان کی تقریباً ایک صدی کی دینی ،علمی ، سیاسی تحریکات ،ختم نبوتؐ ،جہادی اور ملی جدوجہد وارتقاء کی گویا مختصر سی تاریخ بھی ہے اور خصوصاً جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی آٹھ دہائیوں کی طویل اور بھرپور علمی، ادبی و سیاسی جہد مسلسل اور داستانِ عزیمت

کے بھی کئی پہلوؤں کو اپنے اندر سمائے ہوئے ہے۔

خصوصی اشاعت کے اعلان کیساتھ ہی مضمون نگار حضرات کے مضامین، کالمز وغیرہ کا ایک سیل بے کراں امڈ آیا تھا جسکے باعث نمبر کے صفحات تین ہزار تک پہنچ گئے تھے پھر کمیٹی "خصوصی نمبر" نے بڑی باریک بینی کے ساتھ جائزہ لیکر بائیس سو سے زائد صفحات کو منتخب کیا۔ عموماً سوانحی نمبرات میں تکرار لازماً آتی ہے، ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ تکرار بہت زیادہ نہ آئے چونکہ خصوصی اشاعتوں میں شخصیت اور اس کے اوصاف وغیرہ کے متعلق لکھا جاتا ہے تو اکثر مضمون نگار حضرات اس پہلو کو سامنے رکھ کر لکھتے ہیں اسلئے قدرے تکرار گوارا کرنی چاہیے پھر اکثر مضمون نگار حضرات کا تعلق پشتو زبان سے ہے جن کیلئے اردو ادب وگرائمر کے اصولوں کے مطابق لکھنا ہمیشہ سے مشکل رہا ہے لہٰذا ان عوامل اور مجبوریوں کے تحت ان سے صرف نظر کرنا چاہیے اور اصل مقصود کو مدنظر رکھا جائے۔

بہرحال! اپنے تمام کرم فرما، مضمون نگار، علماء، مشائخ، زعمائے ملت، سیاسی و دینی لیڈروں، شاعروں، عقیدتمندوں اور فضلائے حقانیہ کا صمیم قلب سے شکرگزار ہوں جنہوں نے اس عظیم کار خیر کیلئے اپنی پرمغز، شاندار اور جامع تحریرات اور اپنے رشحات فکر و قلم کو عقیدت ومحبت کی لڑی میں پرو کر اپنے عظیم ممدوح کو خراج تحسین پیش کیا اور مجھ جیسے ناتواں کی بھرپور حوصلہ افزائی ورہنمائی فرمائی۔

آخر میں من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ کے مطابق ان تمام بزرگوں، فضلائے حقانیہ اور دیگر مخلصین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس خصوصی نمبر کی اشاعت کے سلسلے میں اپنی سرپرستی اور دعاؤں سے ہماری حوصلہ افزائی کی اور خصوصاً حضرت اباجی شہیدؒ کے منظور نظر اور معتمد خاص استاذ مکرم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ کا بھی تہہ دل سے شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اول سے آخر تک قدم بہ قدم ہماری اس خصوصی اشاعت میں رہنمائی فرمائی، اس غمزدہ کو حوصلہ عطا کیا اور مفید آراء وتجاویز سے نوازا اور اس خصوصی اشاعت کو اپنے تمام کاموں پر مقدم رکھا اور اس کی ترتیب و تدوین میں ہمارے ساتھ کلیدی کردار ادا کیا اور اسی طرح راقم "موتمر المصنفین" کی ٹیم کا بھی نہایت مشکور ہے جنہوں نے اس خصوصی نمبر کی تیاری میں شب و روز محنت کی، اس سلسلے میں میرے معاون مدیر مولانا محمد اسلام حقانی بھی خصوصی خراج تحسین کے لائق ہیں اسی طرح برادرم مولانا محمد اسرار مدنی، مولانا حبیب اللہ حقانی، جناب بابر حنیف، مولانا اسامہ سمیع، مولانا محمد فہد، مولانا نعمان حقانی، جناب حاجی محمد نثار مرحوم ناظم "الحق"، مولانا حزب اللہ حقانی، مولانا گل رحمان، مفتی محمد شکیل اور دیگر کئی محسنین نے بھی اس نمبر کی تیاری واشاعت میں اپنی بھرپور صلاحیتیں صرف کیں، اس کے

علاوہ سینکڑوں فضلاء، علمی شخصیات اور عقیدت مندوں نے حضرت شیخ کے متعلق اپنے قیمتی نگارشات اور وقیع مضامین ارسال کئے، ان کا بھی فرداً فرداً شکریہ ادا کرتا ہوں اور بہت سے افراد سے معذرت خواہ بھی ہوں جن کے قیمتی مضامین تنگئی اسباب اور تنگئی قرطاس کی وجہ سے کمیٹی نے اس نمبر میں شامل نہیں کئے، یقیناً اب بھی بہت سارا اہم مواد شامل ہونے سے رہ گیا ہے، بے شمار چینلز پر نامور تجزیہ نگاروں کے تجزیے، بین الاقوامی میڈیا خصوصاً انگلش، عربی، فارسی، ترکش رپورٹس، مضامین ومقالات بھی اس اشاعت کا حصہ نہ بن سکے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور حضرت والد صاحب شہیدؒ کیلئے اس علمی، ادبی اور روحانی کاوش و خدمت کو صدقہ جاریہ بنائے۔ (آمین) رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خانؒ کی وفات

مملکت خداداد پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے بانی جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خانؒ بروز اتوار ۱۰ر اکتوبر کو اسلام آباد میں کچھ عرصہ علالت گزارنے کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔ مرحوم ڈاکٹر صاحب صحیح معنوں میں پاکستان کے محسن تھے، آپ نے ملک کی خدمت کے لیے اپنے ذاتی مفادات کو قربان کرکے یہ ثابت کیا وہ اس مملکت کے سچے محب وطن ہیں۔ بلاشبہ اگر ڈاکٹر صاحب پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو آگے بڑھانے کیلئے کلیدی کردار ادا نہ کرتے تو شاید پاکستان کو اپنے دشمنوں کے مذموم عزائم کے آگے بند باندھنے میں مزید کئی سال کا عرصہ لگ جاتا۔ انہوں نے نہ صرف پاکستان کی بقاء اور استحکام کے لیے کام کیا بلکہ خطے میں طاقت کے توازن کو قائم رکھنے اور متعصب ہندو ریاست کے آگے سدِ سکندری کھڑی کردی حقیقت میں پاکستان کا دفاعی ایٹمی پروگرام موجودہ دور میں دشمنوں سے حفاظتی خندق بنانے کے مترادف ہے، آپکی عمر بھر کی جدوجہد کو فراموش نہیں کیا جاسکتا، ڈاکٹر عبدالقدیر خانؒ کی خدمات کے صلے کے طور پر پاکستانی قوم نے انہیں بے پناہ محبت اور عقیدت سے نوازا۔ ان کی وفات کی خبر ملتے ہی لوگوں نے انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان سے بے پناہ محبت ثبوت دیا اور ان کی خدمات کو سراہا ساتھ ماضی کے کچھ ناخوشگوار واقعات کی بنیاد پر حکومتی پالیسیوں کو تنقید کا نشانہ بھی بنایا۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خانؒ کی نماز جنازہ فیصل مسجد میں پروفیسر ڈاکٹر محمد الغزالی نے پڑھائی۔ مرحوم کی نماز جنازہ کے لیے لوگ بڑی تعداد میں دور دراز سے فیصل مسجد تشریف لائے تھے۔

ڈاکٹر عبدالقدیر مرحوم ۲۶ راگست ۲۰۲۱ء کو کورونا وائرس سے متاثر ہوئے تھے جس کے بعد ان

کی حالت اچانک بگڑ گئی تھی اور انہیں کہوٹہ ریسرچ لیبارٹری ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا، تاہم کچھ روز بعد انکی طبیعت سنبھلنے لگی تھی جسکے بعد انہیں واپس گھر لایا گیا مگر طبیعت خراب ہونے پر اتوار کی صبح کو ہسپتال دوبارہ لے جایا گیا جہاں آپ نے اللہ کے حضور لبیک کہتے ہوئے جان جاں آفرین کے سپرد کردی۔

۱۹۷۴ء میں وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو سے یورینیم کی افزودگی کے معاملے پر رابطوں کے بعد ۱۹۷۶ء میں ڈاکٹر عبدالقدیر خان واپس پاکستان آئے اور ۳۱ مئی ۱۹۷۶ء کو انجینئرنگ ریسرچ لیبارٹریز کی بنیاد رکھی۔ اس ادارے کا نام یکم مئی ۱۹۸۱ء کو جنرل ضیاء الحق نے تبدیل کر کے ان کے نام پر ڈاکٹر اے کیو خان ریسرچ لیبارٹریز رکھ دیا۔ یہ ادارہ پاکستان میں یورینیم کی افزودگی میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔ وہ ایک طویل عرصے تک اس پروگرام کے سربراہ رہے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو ان کی ملک و قوم کے لیے خدمات کے اعتراف کے طور پر دو مرتبہ ملک کا سب سے بڑا سول اعزاز نشانِ امتیاز دیا گیا۔ سابق فوجی ڈکٹیٹر صدر جنرل پرویز مشرف کے دور میں ڈاکٹر عبدالقدیر خانؒ سے سرکاری ٹی وی پر دیگر ممالک کو جوہری راز "فروخت" کرنے کے من گھڑت امریکی الزامات جبری تسلیم کروا کر معافی منگوائی گئی اور اس کے بعد ان کو گھر میں نظر بند کر دیا گیا۔ پانچ برس بعد اسلام آباد ہائیکورٹ کے حکم پر یہ نظر بندی تو ختم ہوگئی لیکن اپنی وفات تک انہیں کبھی آزادانہ نقل و حرکت کی اجازت نہیں ملی۔ ڈاکٹر صاحب کیساتھ ناقدری اور منفی رویہ موجودہ حکومت نے بھی جوں کا توں جاری رکھا، ان کا جنازہ جان بوجھ کر نہایت ہی عجلت اور سرد مہری کے ساتھ ادا کیا گیا اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ کسی بھی حکومتی و ریاستی شخصیت نے امریکی ناراضگی کے ڈر کے باعث اس میں شرکت تک گوارا نہیں کی۔ بدقسمت پاکستان میں حقیقی محبِ وطن، مخلص اور ملک وملت کے وفادار اور نظریاتی مشاہیر کے ساتھ ایسا ہی رویہ ابتدا ہی سے برتا جاتا ہے۔ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان مرحوم اس کی زندہ جاوید مثال ہیں۔

بقول ڈاکٹر عبدالقدیرؒ: گزر تو خیر گئی ہے تیری حیات قدیر ستم ظریف مگر کوفیوں میں گزری ہے

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے ڈاکٹر عبدالقدیر خانؒ پر مشکل وقت آنے پر کھل کر ان کا ساتھ دیا اور اس وقت کی حکومتی پالیسیوں پر تنقید بھی کی۔ حضرت مولانا شہیدؒ نے ڈاکٹر صاحبؒ کے خطوط پر بہت ہی دردمندانہ انداز میں ایک حاشیہ لکھا تھا جو اس تمام تر صورتحال پر بہت جاندار تجزیہ وتبصرہ ہے۔

"شہرۂ آفاق سائنسدان جنہوں نے پاکستان کو ایٹمی قوت بنا کر پوری دنیا میں امت مسلمہ اور پاکستان کا سر فخر سے بلند کر دیا اور پورے عالم اسلام کے دفاعی میدان میں پسماندگی کا کفارہ ادا کر دیا مگر افسوس کہ دشمنوں کو ان کا یہ جرم برداشت نہ ہوسکا اور "پرویز مشرف"

جیسے اپنوں کے ہاتھ عظیم ابتلاء اور مصائب کے دور سے گزر رہے ہیں اور یہ سب کچھ اس دور کے ماتھے پر شرمناک اور بدنما داغ ہے جس کے سامنے میر جعفر اور میر صادق کے دھبے بھی دھندلا کررہ گئے ہیں اس سلوک نے سقراط کو زہر کا پیالہ پلانے کی یاد تازہ کردی ہے (حاشیہ از مولانا سمیع الحق شہیدؒ: مکتوبات مشاہیر ج ۱۴، ص ۱۵۱)"

مرحوم ڈاکٹر صاحب کا حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے ساتھ فکری وابستگی کا اندازہ ان کے کچھ نجی خطوط سے بھی لگایا جاسکتا ہے جو کہ انہوں نے مولانا شہیدؒ کے نام لکھے۔ دارالعلوم حقانیہ میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی اور اجتماعی دعا کرائی گئی۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائے......

عمر بھر سنگ زنی کرتے رہے اہل وطن
یہ الگ بات کہ دفنائیں گے اعزاز کے ساتھ

جناب ضیاء الدین لاہوریؒ کی جدائی

برصغیر کے معروف محقق، دانشور، ماہر تعلیم اور کئی کتابوں کے مصنف جناب ضیاء الدین لاہوریؒ بھی ۲۷ ستمبر ۲۰۲۱ء کو داغ مفارقت دے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کا ماہنامہ "الحق" کی بزم کے ساتھ بہت پرانا اور خصوصی تعلق رہا ہے، آپ کے وقیع علمی مضامین ماہنامہ "الحق" کی مستقل زینت بنتے رہے۔ آپ کا مرکزی موضوع تعلیم اور سرسید احمد خان کی فکر، نظریہ، شخصیت اور کردار رہا۔ مرحوم برصغیر میں سرسید احمد خان پر ایک اتھارٹی سمجھے جاتے تھے، جنہوں نے سرسید احمد خان سے متعلق تصویر کے دوسرے حقیقی رُخ کو آشکارا کیا نیز علی گڑھ کالج کے اصل مقاصد ونتائج، تعلیم نسواں، دوقومی نظریہ، انگریز نواز حکمت عملی وغیرہ پر سیر حاصل بحث کی جسے ماہنامہ "الحق" کے قارئین اور علمی حلقوں نے بہت سراہا۔ اگرچہ سرسید احمد خان کے مکتب فکر کے لوگ آپ کے مضامین اور تیشہ تحقیق وتنقید پر ناراض بھی ہوتے رہے لیکن آپ آخر تک اپنے مقصد اور علم تحقیق سے جڑے رہے اور میدان علم وجستجو سے منسلک رہے۔ حقیقت میں آپ جیسی بڑی محقق اور علمی شخصیت کا اٹھ جانا پاکستان کے علم وادب کے حلقوں اور ماہنامہ "الحق" کے لئے ایک بڑا سانحہ ہے۔ دارالعلوم حقانیہ میں ان کے رفع درجات کیلئے خصوصی ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا۔ آپ کی جدائی سے ماہنامہ "الحق" کی بزم علم وعرفان ایک اچھے لکھاری سے محروم ہوگئی ہے۔ آپ کی علمی، ادبی، تحقیقی اور دینی خدمات آپ کیلئے صدقہ جاریہ ہیں۔

ادارہ

ڈاکٹر عبدالقدیر خانؒ کے مکتوبات
بنام حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ

شہرۂ آفاق سائنسدان جنہوں نے پاکستان کو ایٹمی قوت بنا کر پوری دنیا میں امت مسلمہ اور پاکستان کا سر فخر سے بلند کر دیا اور پورے عالم اسلام کے دفاعی میدان میں پسماندگی کا کفارہ ادا کر دیا مگر افسوس کہ دشمنوں کو ان کا یہ جرم برداشت نہ ہو سکا اور "پرویز مشرف" جیسے اپنوں کے ہاتھ عظیم ابتلاء اور مصائب کے دور سے گزر رہے ہیں اور یہ سب کچھ اس دور کے ماتھے پر شرمناک اور بدنما داغ ہے جس کے سامنے میر جعفر اور میر صادق کے دھبے بھی دھندلا کر رہ گئے ہیں اس سلوک نے سقراط کو زہر کا پیالہ پلانے کی یاد تازہ کر دی ہے۔ (حاشیہ از مولانا سمیع الحق شہیدؒ: مکتوبات مشاہیر ج ۴، ص ۱۵۱۰)

(۱)

۱۹ مارچ ۱۹۹۷ء

دارالعلوم حقانیہ کی دین متین کیلئے خصوصی اہمیت ایک خاص نام اور مقام کا حامل ہے۔

مولانا سمیع الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا تعلیمی ادارہ دین متین کی خدمت کے لئے خصوصی اہمیت کا حامل ہے اور ایک خاص نام اور مقام حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے مدرسے کو مزید برکات سے نوازے۔ اپنی مطبوعات بھیجنے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ان شاء اللہ کبھی آپ کے مدرسے کی زیارت کیلئے حاضری دوں گا۔ آپ کی صحت ودرازی عمر کے لئے دعا گو ہوں۔

شکریہ آپ کا مخلص عبدالقدیر خان

(۲)

۲۰ رجنوری ۲۰۰۴ء

اہلیہ محترمہ کی وفات پر تعزیت۔ ملنے اور ادارہ کی زیارت کی خواہش

محترمی، مکرمی مولانا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مجھے آپ کی زوجہ کے انتقال پُر ملال کی افسوس ناک خبر پڑھ کر دلی صدمہ ہوا، اناللہ و انا الیہ راجعون۔

اللہ رب العزت مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کو اور دوسرے اہل خانہ کو اس نا قابلِ تلافی اور اندوہناک صدمہ کو برداشت کرنے کا صبر اور ہمت عطا فرمائے۔ آمین۔ آپ کی زندگی میں ایک خلا پیدا ہوگیا ہے اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل وکرم سے آپ کو سکون صبر عطا فرمائے۔ آمین۔

موجودہ حالات سے جونہی اللہ رب العزت نے چھٹکارہ دلایا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔

فقط والسلام

آپ کا طالب دُعا

عبدالقدیر خان (نشانِ امتیاز اور ہلالِ امتیاز)

(۳)

دینی مساعی پر مسرت کا اظہار

محترمی، مکرمی مولانا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ (مولانا سمیع الحق) کی دینی مساعی سے مسرت ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت آپ کو تندرست اور خوش وخرم رکھے اور اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

عبدالقدیر خان

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانیؒ

ایٹمی دھماکہ پر محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو خراج عقیدت

(جون ۱۹۹۸ء)

مل گیا تجھ کو صلہ اس جہد صبح و شام کا		سارا عالم معترف تیرے عظیم اس کام کا
تو ہے غیرت کی نشانی تو عزیمت کا علم		امتیازی طرہ ہے تو ملت اسلام کا
اہل ایمان کے لئے سوغات رب ترا وجود		شکریہ کیسے ادا ہو رب کے اس انعام کا
تیری عظمت کو دعائیں ڈاکٹر عبدالقدیر		سر کیا تو نے بلند ہر خاص کا ہر عام کا
عالم اسلام کا سرمایہ صد افتخار		چارسو چرچا ہے اب دنیا میں تیرے نام کا
تیرے علم وفن کو اور تیری شہامت کو سلام		حوصلہ بڑھا دیا ہے عالم اسلام کا
ملت کفریہ میں تم نے مچادی کھلبلی		دیکھ یہ اترا ہوا چہرا بھی ''انکل سام'' کا
ایٹمی قوت بنی ارض وطن تیرے طفیل		ہم نے یہ لمحہ بھی دیکھا گردش ایام کا
تجربہ کے وقت یہ باران رحمت ہے دلیل		اس خوشی میں حصہ بھی ہے چرخ نیلی فام کا
اہل ایماں تا کجے ہوں تختہ مشق ستم		تا کجا ہوں ہم نشانہ کفر کے آلام کا
ہند کو تو نے دیا دنداں شکن ایسا جواب		کیا ہو اب ردعمل تیرے اسی پیغام کا
خاک میں دفنا دیا اب واجپائی کا گھمنڈ		کھل گیا ہے اب بھرم اس کے خیال خام کا
اب کف افسوس ملتا ہے بخوناب جگر		کررہا ہے اب تماشا حسرت ناکام کا
ہند کی اب پشت پر ہیں یہ نصاریٰ و یہود		تاکہ ہو جائے بلند ''مورال'' گنگا رام کا
کفر پر لرزہ ہے طاری یہ بم اسلام ہے		ہے محافظ اب یہ فانی دین کے احرام کا

☆☆☆

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

اوصاف رسالتؐ بزبان قرآن

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فأعوذ باللّٰه من الشیطان الرجیم بسم اللّٰه الرحمن الرحیم اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (الاحزاب:۵۷)

''جولوگ ستاتے رہتے ہیں اللہ اوراس کے رسول کوان پر اللہ کی لعنت ہے اورآخرت میں (اللہ نے)ان کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار رکھا ہوا ہے۔''

وقال اللہ عزوجل: فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (سورۃ النور-۶۳)

''پس وہ لوگ ڈرتے رہیں، جوخلاف کرتے ہیں (اللہ ورسولؐ) کے حکم کے کہ ان پر کوئی سخت مصیبت، یا دردناک عذاب نازل ہوجائے۔''

آداب مجلس اوراخلاق نبویؐ

تلاوت کردہ پہلی آیت میں رب کائنات مسلمانوں کوآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ودیگر امور میں آداب کوملحوظ خاطر رکھنے کی تلقین فرمارہے ہیں کہ ان کے حکم اور اجازت کے بغیر ان کے حضور جانا اور بلاحکم وضرورت ان کے پاس بیٹھے رہنا ان کیلئے اذیت کا باعث بن سکتا ہے جس سے احتراز کیا جائے ایک عام مسلمان میزبان کے گھر اگرکوئی مہمان ،فراغت کے بعد زیادہ دیر واپسی کا ارادہ نہ کرے تو باوجود تکلیف کے وہ میزبان حیاء کی وجہ سے اس کو چلے جانے کانہیں کہتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو مجسمہ حیا تھے ،تکلیف کے باوجود بیٹھنے والے کواٹھنے اور چلے جانے کا نہ فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ اور احترام آدمیت کے واقعات تو آپ حضرات سنتے رہتے ہیں، اسی شرم وحیاء کے باعث رب العالمین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضری اور رخصتی کے آداب قرآنی الفاظ میں بیان فرمادیئے۔ یہ ایسا جامع اصول ہے کہ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی تمام مسلمانوں کو اسی پر عمل کر کے دوسروں کو ذہنی اذیت سے محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔ نیز رب العالمین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس اور عظمت کی خاطر دوسرے آیت کریمہ سے پہلے آیت میں ان کو عام لوگوں کی طرح مثلاً اے فلاں اے فلاں! جیسے عامیانہ نام سے پکارنے سے سختی سے منع فرمایا ہے بلکہ یا محمد کی جگہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ جیسے عزت واحترام اورادب سے معمور ناموں سے پکارنے کا حکم دیا۔ پھر سخت عذاب کی خبر بھی دی کہ ان آداب وتعظیمات کی رعایت نہ کرنے والے کا انجام، مخالفت کرنے والے کی ابدی تباہی کا ذریعہ بن جائے گا۔

اوصاف رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تخلیق آدم سے روز قیامت تک اربوں کھربوں انسانوں میں اللہ سے سب سے زیادہ قرب وتعلق انبیاء کرام علیہم السلام کا ہوتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر صفت میں کمال و دوام سے نوازا، اسی طرح انبیاء کے امام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرب الٰہی کے بھی اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز تھے، یہی وجہ ہے کہ رب العالمین نے کلام مبارکہ میں خود جگہ جگہ رحمت دو عالم کی مدح وتعریف انتہائی اعلیٰ انداز میں فرمائی، اگر کسی موقع پر رحمۃ للعالمین کے وصف سے نوازا تو دوسرے محل میں "خلق عظیم" کے امتیازی مقام سے مالا مال فرمایا اور رفعنا لك ذكرك اورولسوف يعطيك ربك فترضىٰ تو ایسی خوشخبریاں ہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان، ناموس اور عظمت اورحسن وخوبی میں مزید اضافہ ہوکر "بعداز خدا بزرگ توئی یہ قصہ مختصر" کا حقیقی مصداق بن گئے۔

انسانیت کے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بارہ میں فرماتے ہیں کہ انا رحمة مهداة میں اللہ کی طرف سے بطور ہدیہ ایک رحمت انسانوں کے پاس بھیجا گیا ہوں گویا رب کائنات کا جو عظیم ہدیہ اورتحفہ اللہ کی طرف سے پوری انسانیت کو ملا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مسعود ہے۔ اور یہ پوری کائنات زمین وآسمان اوراس میں لامتناہی نعمتیں بھی اسی عظیم ہستی کی مرہون منت ہیں بلکہ ہمارا یہ اپنا وجوداور دنیا میں جو عیش اورمزے کررہے ہیں یہ بھی اسی ذات بابرکات کی وجہ سے ہیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دنیا میں آنا اللہ کو منظور نہ ہوتا تو یہ کارخانہ عالم ہی وجود میں نہ آتا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جب اللہ جل جلالہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو انہیں فرمایا اگر آپ یعنی حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو آپ کو بھی پیدا نہ کرتا، ہمیں دنیا کی تمام آسائشیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب مل رہی ہیں اور آخرت کی ابدی و سرمدی نعمتیں جو خوش نصیبوں کو ملیں گی ایمان و اسلام کا شرف مسلمانوں کو محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل ہوا۔ آپ اللہ کے بعد تمام انسانیت کے محسن اعظم اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

محبت کے اسباب

وفادار شخص کی خصوصیت یہ ہے کہ جس کے احسانات میں غرق اور ڈوبا ہوا ہو، اس کے دل میں اسی کی عظمت، محبت اور تابعداری کا جذبہ بدرجہ اتم موجود ہو، اپنے والدین اور بزرگوں کی عظمت اور محبت اسی وجہ سے ہے کہ پیدائش سے بلوغت بلکہ موت تک ہر لحہ ان کے احسانات آنکھوں کے سامنے رہتے ہیں، وہ شخص جو والدین کے لاتعداد احسانات کے جواب میں ناشکری کا اظہار کرتے ہوئے ان کی توہین و تنقیص کرے یا کسی دوسرے شخص کی اس کے والدین کی توہین و بے حرمتی کرنے پر ناراض ہونے کی بجائے اس کو داد و تحسین دے اور مداہنت کرتے ہوئے اس کے اس ناجائز حرکت کا دفاع کرے تو نہ صرف شریعت بلکہ عرف عام میں بھی ایسے شخص کو بے دین بے حیا اور بے غیرت جیسے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے، احسان کا تقاضا تو یہ ہے کہ محسن سے تو محبت لازمی ہے بلکہ محسن کے محبوب سے بھی محبت کرنا، اپنے محسن کے احسانات اور عقل سلیم کا تقاضا ہے، صرف زبانی یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں محبت ہے ایمان کی تکمیل کے لئے کافی نہیں بلکہ محبوب کی محبت رگ و ریشہ میں داخل ہو کر اپنے آپ کو محبوب کے عشق و تصور میں فنا کرنا ہی حقیقی محبت ہے، یہ کیسی محبت ہے کہ محبوب کے ناموس، عزت و عظمت پر حملہ ہو، اور محبت کا دعویٰ کرنے والا خواب خرگوش میں منہمک رہ کر اس کی غیرت ایمانی ٹس سے مس نہ ہو؟ اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور محبت کے لئے قربانیاں دینے والے صحابہ کرامؓ اور اکابرین امت کی عظمت کے حقیقی مظاہر کا اگر ہم بھی مطالعہ کرتے تو ممکن ہے کبھی تو ہم اس خواب غفلت سے بیدار ہو کر راہ راست پر آجاتے۔

امام اعظم اور عظمت پیغمبرؐ

محترم حضرات! امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا یہ حال ہے کہ حج سے فراغت کے بعد مدینہ منورہ میں صرف تین دن گزار کر واپسی کرنے لگے، اہل مدینہ نے منت سماجت کرکے مزید چند دن رہنے کی درخواست کی، مجبور ہو کر دو دن مزید رہنے کا ارادہ فرمایا، اہل مدینہ نے جمع ہو کر مزید رکنے پر اصرار کیا، یہ سلسلہ روانگی اور پھر رکنے میں دس دن مدینہ میں

اقامت اختیار کی۔ جب رخت سفر باندھ کر مدینہ کے رہنے والوں نے روکنے کی گیارہویں دن کوشش کی تو امام صاحب نے فرمایا: گیارہ دن سے میں نے استنجاء یعنی پیشاب و پاخانہ نہیں کیا، پہلے دن جو وضو کیا ہے آج تک اسی سے عبادت جاری ہے، جس مقدس زمین پر سرکار دو عالم کے قدم پڑے ہیں اسے میں اپنے بول و براز سے کیسے گندہ کروں۔ اب مزید رکنے کی ہمت نہیں۔ تب مدینہ کے خوش قسمت مسلمانوں نے واپسی کی اجازت دی۔

معزز ساتھیو! یہ تھی دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی عظمت اور محبت کہ جس زمین خاکی پر محبوب قدم رنجہ ہوئے اس کی بھی توہین نہ ہو، دوسرے طرف ہم ہیں اور ہمارے محبت کے نام ونہاد دعوے، عمل دعووں کے بالکل برعکس ہے۔

جہاں اللہ کا نام وہاں رسول اللہ کا نام

محترم حضرات! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منقبت وعظمت کی دلیل یہ کہ رب العالمین نے خود ان کے بارہ میں ارشاد فرمایا ورفعنالك ذكرك اور ہم نے آپ کے لئے آپ کا ذکر بلند فرمایا۔ یعنی تمام انبیاء اور رسولوں میں آپ کا نام و مرتبہ بلند ہوگا، دنیا کے تمام عقلمند، سمجھدار اور عقل سلیم کے مالک آپ کا نام انتہائی عزت واحترام اور وقعت سے ذکر کرتے ہیں، دنیا میں جیسے ہر موقع پر اللہ کا نام بلند ہوتا ہے اس کے ساتھ ہی آپ کا نام مبارک بھی بلند انداز میں ذکر کیا جاتا ہے۔ اذان میں اگر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ کی بڑائی کا ذکر ہے تو اس کے فوراً بعد اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان محمد الرسول الله میں محمدؐ کی رسالت کی گواہی دی جارہی ہے، یہی صورتحال کلمہ شہادت کا بھی ہے کہ الوہیت باری کے اقرار کے ساتھ رحمۃ للعالمین کی رسالت کا اقرار بھی ایمان کی تکمیل کے لئے لازم قرار دیا گیا ہے، اپنے نام کے ساتھ اللہ جل جلالہ نے نام محمد کا اتصال صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور خصوصیت کی وجہ سے فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم مبارک کے بعد ماسوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی یا رسول کا نام ذکر نہیں فرمایا۔ قرآن پاک میں خالق کائنات نے اپنی فرمانبرداری کا حکم دیا، اس کے فوراً بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کو لازمی کردیا۔ حتیٰ کہ فرمایا کہ "من يطع الرسول فقد اطاع الله" یعنی جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی یہ ایسا ہے جس نے بعینہ اللہ کی اطاعت کی، اسی طرح نبی الانبیاء کی نافرمانی کو اللہ کی نافرمانی قرار دیا گیا۔ صرف اسی پر رب العالمین نے اکتفاء نہ فرمایا بلکہ وما ينطق عن الهوىٰ ان هو الا وحي يوحىٰ کے صریح قرآنی اعلان کے ذریعہ رب العالمین نے برملا اعلان فرما کر مہر

تصدیق ثبت فرمادی کہ قرآن کے علاوہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ارشادات کا منبع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی خواہش کے مطابق نہیں ہوتے بلکہ ان کا بولنا صرف اور صرف وہی ہوتا ہے جوان پر وحی کے ذریعہ نازل ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ جملہ احادیث صحیحہ پر عمل کرنا ایسا ہی کمال ایمان کے لئے ضروری ہے جیسے کہ تمام قرآنی آیات اور احکامات پر عملداری ایمان کا لازمی جزو ہے، قرآن و حدیث کی مثال یک جان دو قالب کی طرح ہے۔

مقام محمود

محترم ساتھیو! ہادیٔ برحق محسن انسانیت ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ کے نزدیک عزت و عظمت اور ناموس کے قرآنی دلائل اگر بیان کرنا شروع کردوں تو کئی دنوں میں ان دلائل کا احاطہ کرنا ناممکن ہے، جس عظیم ہستی کے مالک کائنات خود مداح ہیں کہ فرمایا کہ وما ارسلناك الله رحمة اللعالمين یعنی آپ کی ذات مقدس نہ صرف اس دنیا کے لئے رحمت ہے بلکہ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے، جس طرح اللہ کی ربوبیت عام ہے، صرف انسانوں کا پالنے والا نہیں بلکہ ہر ذی روح کی پرورش کرنے والا ہے، اسی طرح رحمت العالمین کی رحمت بھی عام ہے جس کی وجہ سے مالک کائنات نے وبالمومنين رؤف الرحيم کی صفات جلیلہ سے مالا مال فرمایا۔ کیا عجیب شان و مقام ہے ہمارے پیارے نبی کی کہ رب العالمین نے حیات ہی میں عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا کا وعدہ فرمایا۔ عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود (یعنی شفاعۃ وسفارش کی انتہاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی) تمام قرآن کو آپ بحمد للہ پڑھتے رہتے ہیں، مختلف مقامات میں مالک الملک نے انبیاء کو ان کے ناموں سے پکارا جیسے یا نوحؑ یا موسیٰؑ یا ابراہیمؑ یا شعیبؑ مگر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں بھی "یا محمد" کے نام سے نام سے نہیں پکارا بلکہ کہیں یاایھا الرسول ہے تو کہیں یا المدثر، یاایھا المزمل اور یاایھا النبی، معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کے عزت، عظمت کمالات کا صحیح اندازہ اور پہچان خداوند جل جلالہ کو ہے۔

محترم حضرات! جب اللہ کے ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے عظیم کمالات، خصوصیات ہیں اور ان کا وجود اللہ کی طرف سے عظیم، تحفہ اور انعام ہے، تو یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ رب العالمین اپنے محبوب کی عزت وعظمت کی لاج نہ رکھنے والے سے نرم رویہ اختیار فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر چلنے اور ان کے نام پر مرمٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی
استاد اشرف العلوم حیدرآباد انڈیا

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سماجی پہلو

اگر ہم مسلمان ہیں،کلمہ لا الہ الا اللہ پر ایمان رکھتے ہیں،اپنے آپ کو امت محمد یہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام کا فرد سمجھتے ہیں تو ذرا بتائیں کہ ہمارے نزدیک دنیا کا سب سے بڑا انسان کون ہے؟ کوئی عزیز دوست؟ کوئی عظیم فلسفی؟ کوئی خاندانی بزرگ؟ کوئی معروف رئیس؟ کوئی فاقہ مست درویش؟ کوئی مرشد کامل؟ کوئی شاعر خوش گلو؟ کوئی ادیب باکمال؟ کوئی خطیب شعلہ بار؟ کوئی ماہر فن کار؟ کوئی قریبی رشتے دار؟ نہیں!ہرگز نہیں۔

اس کائنات کا سب سے بڑا انسان وہ ہے جسے خدا تعالیٰ نے آخری نبی بنا کر بھیجا،جس نے انسانیت کی رہبری و رہنمائی کے ذریعہ ایک مثالی معاشرہ تشکیل دیا،جس نے امداد باہمی اور تعاون و تناصر کی بجھتی قندیلوں کو فروزاں کیا اور قیامت تک آنے والی نسل آدمیت کو سماجی حقوق وفرائض سے آگاہ کیا۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے اور بہ حیثیت بشر حسنِ اہتمام کے ساتھ آپ نے وہ تمام ذمہ داریاں نبھائیں جس کا ایک انسان کامل کے سلسلے میں تصور کیا جاسکتا ہے۔آپ کی حیات طیبہ کے مختلف ومتنوع پہلوؤں میں ہر پہلو کی طرح سماجی زندگی کا پہلو بھی نہایت روشن وتابناک ہے۔

تاریخ کے صفحات میں سیرت طیبہ کے یہ اوراق آج بھی جگمگا رہے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں ایک طرف کپڑوں میں اپنے ہاتھ سے پیوند لگا لیا کرتے،گھر میں خود جھاڑو دے لیتے ،بکریوں کا دودھ اپنے ہاتھ سے دوہ لیتے ، جوتا مبارک پھٹ جاتا تو اس میں خود ٹانکا لگا لیتے، کنویں کے ڈول کو خود ہی سی لیا کرتے اور اونٹوں کے لیے چارہ پانی کا نظم خود فرمالیتے ،وہیں دوسری طرف پڑوسیوں کا حق بھی ادا فرماتے ،بیمار کی عیادت فرماتے ،مظلوم کی حمایت فرماتے ،مہمانوں کی ضیافت فرماتے ،یتیموں کی کفالت فرماتے ،بیواؤں اور مفلوک الحالوں کی مدد کرتے ،ایک دفعہ آپ صحابہ کے ہمراہ کسی سفر پر تھے،آرام کے لیے ایک جگہ پڑاو کیا،صحابہ نے کھانا پکانے کے لیے ایک بکری

ذبح کی اور کام آپس میں بانٹ لیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''جنگل سے لکڑیاں اکٹھی کر کے میں لاوں گا۔'' صحابہ نے نہایت احترام سے درخواست کی کہ ''ہم خود لکڑیاں بھی لے آئیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زحمت نہ کیجیے!'' مگر رحمۃ للعالمین نے فرمایا ''میں امتیاز پسند نہیں کرتا۔'' وہ وقت بھی یاد کیجیے! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ابتدائی وحی نازل ہوئی، آپ غار حرا میں تھے کہ جبریل علیہ السلام کی آمد ہوئی، حکم ہوا، اقرأ، پڑھ، جواب میں فرمایا ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں'' جبریل نے پکڑا، پکڑ کر بھینچا اور کہا، اقرأ پڑھ۔ آپ نے جواب ارشاد کیا، میں پڑھا ہوا نہیں۔ تیسری بار بھی یہ سوال جواب ہوا اور پھر وحی مکمل ہوئی:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (العلق: ۱-۵)

''پڑھ اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے پیدا کیا۔ پیدا کیا انسان کو خون کے جمے لوتھڑے سے۔ پڑھ اور تیرا رب بہت باعزت (اور کرم فرما) ہے۔ جس نے سکھایا قلم کے ذریعے سے۔ سکھایا انسان کو جو وہ نہ جانتا تھا۔''

اس وحی سے آپ اس قدر خوف زدہ ہوئے کہ کانپنے لگے، گھر پہنچ کر کمبل اڑھانے کو کہا۔ تب حضرت خدیجہؓ ہی تھیں جنھوں نے آپ کی ڈھارس بندھائی انھوں نے کہا: ''نہیں! واللہ، خدا آپ کو ہرگز رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، بے کسوں اور فقیروں کی مدد کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حادثات ومصائب میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔'' (بخاری)

حضرت خدیجہؓ نے اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن واوصاف کا ذکر کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح تسلی دی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نبوت سے پہلے بھی سماجی ورفاہی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے نیز یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اچھے اخلاق اور اچھی خصلتیں انسان کو کسی بھی نقصان اور آفت میں پڑنے سے بچاتی ہیں اور حق تعالیٰ ان اوصاف ومحاسن کے طفیل امن وسلامتی عطا فرماتے ہیں۔

پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک

سماج ومعاشرے میں اہل خانہ اور قرابت داروں کے بعد سب سے پہلے جن کا حق ہے وہ پڑوسی

ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حضرت جبریل علیہ السلام پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی ہمیشہ وصیت کرتے رہے، یہاں تک کہ میں گمان کرنے لگا کہ یہ اسے وراثت میں بھی شریک ٹھہرا دیں گے۔ (بخاری و مسلم) حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم! وہ مومن نہیں۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں عورت کا ذکر ہوتا ہے کہ وہ دن میں بہت زیادہ روزہ رکھتی ہے اور رات میں تہجد پڑھتی ہے، مگر اپنے پڑسیوں کو تکلیف پہنچاتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ عورت جہنمی ہے۔ اس شخص نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) فلاں عورت کا ذکر اسکی قلت صوم وصلوۃ کے ساتھ ہوتا ہے، اور پنیر کے ٹکڑے خیرات کرتی ہے، مگر وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہیں پہنچاتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جنتی ہے۔ (ابن حبان)

مظلوم کی امداد

ایک مستحکم سماج کے لیے یہ بات بھی نہایت ضروری ہے کہ وہاں انصاف کا بول بالا ہو، بہ حیثیت انسان سب کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے، زیادتی کرنے والے پر قدغن لگائی جائے اور مظلوم کی فریادسنی جائے۔ عہد جاہلیت میں جب عرب میں ظلم و جور بہت بڑھ گیا تو قریش کے چند قبائل عبداللہ بن جدعان التیمی کے مکان پر جمع ہوئے اور آپس میں عہد کیا کہ مکہ میں جو بھی مظلوم نظر آئے گا، خواہ مکہ میں رہنے والا ہو یا کہیں اور کا، یہ سب اس کی مدد اور حمایت میں اٹھ کھڑے ہوں گے اور اسے اس کا حق دلوا کر رہیں گے۔ اس اجتماع میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک تھے اور بعد میں شرف رسالت سے مشرف ہونے کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ میں عبداللہ بن جدعان کے مکان پر ایک ایسے معاہدے میں شریک تھا کہ مجھے اس کے عوض سرخ اونٹ بھی پسند نہیں اور اگر (دور) اسلام میں مجھے اس عہد و پیمان کے لیے بلایا جاتا تو میں لبیک کہتا۔ (ابن ہشام)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کی تاریکیوں میں سے ہے۔ (رواہ مسلم)

حاجت مندوں کی ضرورتوں کا خیال

محتاجوں، غریبوں، یتیموں اور ضرورت مندوں کی مدد و اعانت بھی سماج کی بنیادی ضرورت ہے۔ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف حاجت مندوں کی حاجت روائی کا حکم دیا؛ بلکہ عملی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ہمیشہ غریبوں، یتیموں، مسکینوں اور ضرورتمندوں کی مدد کرتے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک عورت اپنی کسی ضرورت کے لیے آپ کے پاس آئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے درمیان سے اٹھ کر دیر تک مسجد کے صحن میں اس کی باتیں سنتے رہے اور اس کی حاجت روائی کا یقین دلا کر، مطمئن کر کے اسے بھیج دیا۔ ایک موقع پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت شہادت اور بیچ والی انگشت مبارک سے اشارہ کیا۔ (بخاری)

راستے کے حقوق

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرے کو پر امن بنانے کے لیے مختلف حقوق کے ساتھ راستے کے حق کا اضافہ فرمایا اور اس بات کو یقینی بنانے کا حکم دیا کہ راستہ مسافروں اور آنے جانے والوں کے لیے مامون و محفوظ ہو اور انھیں دوران سفر کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے، اس کے لیے کسی بھی تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹانا بھی ایک عبادت بنا دیا گیا؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایمان کے بہت سے شعبے ہیں ان میں پہلا کلمہ یعنی لا الہ الا اللہ اور آخری راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔ انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے اور راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا بھی صدقہ ہے۔'' (بخاری و مسلم)

حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راستوں میں اور کھلی گزرگاہ میں مت بیٹھا کرو۔ بعض صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! ہمارے پاس تو گھروں میں جگہ نہیں ہوتی، کوئی دوست وغیرہ ملنے آ جائے تو ہم باہر کھلی جگہ میں اس کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں یا راستے میں کسی جگہ پر اسے اپنے ساتھ بٹھاتے ہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ اگر گھر سے باہر کھلی گزرگاہ میں بیٹھنا ضروری ہو تو پھر راستے کا حق ادا کرو۔ صحابہؓ نے پوچھا: یہ راستے کا حق کیا ہے؟ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے راستے کے پانچ حقوق بیان کیے:

(۱) نگاہیں نیچے رکھو اور آنے جانے والوں پر تانک جھانک مت کرو۔

(۲) راستے میں اس طرح کھڑے ہو کر لوگوں کو اذیت مت دو کہ آنے جانے والوں کے لیے راستہ بند ہو جائے اور اگر کوئی اذیت والی چیز راستہ میں دیکھو تو اسے ہٹا دو۔

(۳) گزرنے والا مسلمان بھائی اگر سلام کرے تو اس کے سلام کا جواب دو۔

(۴) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو یعنی راستے میں کوئی برائی ہوتے دیکھو تو اس کی ممانعت کا اہتمام کرو۔

(۵) کوئی شخص راستہ گم کر بیٹھے تو اس کی راہنمائی کرو۔

خلاصہ کلام

جوں جوں معاشرہ ترقی کے منازل طے کر رہا ہے اور جیسے جیسے زندگی کی رفتار بڑھ رہی ہے ہمارے اردگرد بہت سی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ یہ تبدیلیاں نہ صرف ہمارے اردگرد کے ماحول پر بلکہ ہمارے رویوں پر بھی اثر انداز ہو رہی ہیں۔ وقت کی تیزگامی نے انسان کو کمپیوٹر اور مشین بنا کر اس سے احساس کی گراں مایہ دولت چھین لی جو معاشرے کی اخلاقی ضرورت ہے، جس کے بغیر زندگی میں مسرت و خوشی مفقود ہے۔ کہنے والے نے سچ کہا کہ احساس وہ سچا جذبہ ہے جو ہمیں اپنی ذات سے ہٹ کر دوسروں کے بارے میں سوچنے اور اپنی تکلیف بھول کر دوسروں کی خوشی کے بارے میں سوچنے پر فوقیت دیتا ہے۔

اگر ہم اپنے اردگرد نظر دوڑائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ عجیب نفسا نفسی کا دور ہے، ہر کوئی اپنی میں اور انا کی تسکین چاہتا ہے، ہر کوئی دوسرے سے آگے بڑھنے کا خواہاں ہے، ہر کسی کو اپنا قد بالا رکھنے اور اپنی دکان چمکانے کی فکر ہے، جس کی وجہ سے ہمارے اردگرد بہت سے لوگ نظرانداز ہو رہے ہیں اور ان سے وہ تمام حقوق چھن رہے ہیں جو ان کی بنیادی ضرورت ہے لہٰذا ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سماجی زندگی کو سامنے رکھ کر اپنے طرزِ عمل میں تبدیلی لانے کی فکر کرنی چاہیے اور ایک صالح معاشرے کے وجود میں آنے کا سبب بننا چاہیے۔ مختصر یہ کہ آپ کے انہی اخلاق فاضلہ اور صفات عالیہ کی روشنی سے ہر دور کے انسانی سماج کو منور کیا جاسکتا ہے اور قیامت تک آنے والی انسانیت کو جادہ مستقیم پر گامزن رکھا جاسکتا ہے۔

جناب نسیم الحق زاہدی

امارات اسلامیہ افغانستان ایک سچ

افغانستان میں طالبان کا اقتدار مغربی دنیا کے لئے ایک ڈراونا خواب مگر نا قابل یقین سچ ثابت ہوا۔ جن کے سروں پر لاکھوں ڈالرز کا انعام مقرر تھا جن خاک نشینوں کو برباد کرنے کیلئے افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی ۔آج ان ہی میں سے کوئی وزیر دفاع ہے تو کوئی وزیر داخلہ اور کوئی وزیر خارجہ۔ دنیا پر طالبان نے یہ ثابت کر دیا کہ جنہوں نے طاغوتِ وقت کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا اور انہوں نے دنیا کو بتا دیا کہ جو سر خدا کے آگے جھکتے ہیں، جن کے ایمان پختہ ہوتے ہیں، جنہیں دنیا سے رغبت نہیں ہوتی بلکہ موت سے محبت ہوتی ہے کامیابی ان کے قدم چومتی ہے۔

فتح کابل نے فتح مکہ کی یادتازہ کردی

آج کامیابی اور اقتدار کا دوسرا نام طالبان ہے، یقیناً سکوت کابل نے ہمیں اپنے اسلامی سنہرے دور کے اولین دنوں والے فتح مکہ کی یاد دلا دی۔ نبی آخر الزمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہیں ان کے اپنوں نے قتل کرنے کی سازش کی اپنے آبائی وطن مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے پر مجبور کیا تھا ۸ برس کے طویل عرصے سال بعد آپؐ ایک کثیر فوج کے ساتھ مکہ فتح کرنے پہنچتے ہیں اور مکہ فتح کر لیتے ہیں تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے پہلا اعلان عام معافی کا ہوتا ہے بغیر ایک قطرہ خون بہانے نہ صرف مکہ فتح ہوجاتا ہے بلکہ خود انہیں ستانے اور ان کی جان کے در پے دشمنان اسلام تک کوعلم معافی دی جاتی ہے۔سبحان اللہ فتح کابل پر فتح مکہ کی سنت کو زندہ کیا گیا جس جرم کی پاداش میں عوامی افغانی حکومت کو تاراج کیا گیا تھا بعد کے دنوں ٹائن الیون خود امریکی سی آئی اور اسرائیلی موساد کی کارستانی ثابت ہوئی تھی؟ دراصل سکوت خلافت عثمانیہ کے ۶۵ سال بعد عالم اسلام کے کسی حصے پر اسلامی حکومت کو برداشت کرنا یہود و نصاری، عالمی قوتوں کو پسند نہ تھا ۹۰ کی دہائی میں افغانستان میں قائم اسلامی حکومت کامیاب نظر آئی تو ناکام اشتراکیت، ملوکیت وسرمایہ دارانہ نظام کی بقا کیلئے مستقل خطرہ پیدا ہوسکتا تھا اسی لئے افغانی اسلامی مملکت کوتباہ و برباد کر دیا گیا۔

خلافت کے احیاء میں مغربی قوتیں رکاوٹ

حیرت تو اس بات کی ہے کہ جس امریکہ اور برطانیہ نے باقاعدہ مذاکرات و معاہدات کے بعد اقتدار طالبان کے حوالے کیا وہی امن کی دہائی دینے والے ایک نئے افغانستان کی تعمیر کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے کے لئے نت نئی تدبیریں اختیار کررہے ہیں۔ طالبان نے ۲۰ برس کی جدوجہد کے بعد اپنی کھوئی ہوئی عظمت وقار و اقتدار حاصل کیا ہے جو دنیا کے بڑے ممالک کو قابل قبول نہیں کیوں کہ طالبان نے خلافت کی احیا کا اعلان کیا ہے۔ شرعی قوانین کے نفاذ کے وعدے کی تکمیل کی ہے۔

اسلامی نظام تمام جرائم اور برائیوں کا سدباب

طالبان نے جس خلافت کا وعدہ کیا ہے وہاں فحاشی، بے حیائی، جرائم کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ انہوں نے مرد و خواتین کے درمیان جو حد فاصل مقرر کی ہے وہ شریعت کے مطابق ہے اور جب تک اِن حدود کا لحاظ کیا جائے گا امن و امان برقرار رہے گا۔ دنیا بھر میں بے راہ روی اور خواتین کی بے حرمتی کے واقعات اسی لئے رونما ہوتے ہیں کہ وہ حد سے گزر جاتے ہیں۔ طالبان کا ۲۰ برس پہلے کا جو پانچ سالہ دورِ اقتدار تھا اس کے بارے میں یہی کہا جاتا ہے کہ یہ ایک ایسا دور تھا جس میں جرائم پر اس قدر کنٹرول ہو چکا تھا کہ اوقات نماز میں لوگ اپنے کاروبار کھلے چھوڑ کر مساجد کو چلے جاتے اور کسی کی مجال نہیں تھی کہ وہ اس کھلے ہوئے مال کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ سکے۔ طالبان کا تختہ الٹ جانے کے بعد چوری، ڈکیتی، خواتین کی بے حرمتی کے واقعات میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔ ہر مسلم ملک میں مغربی ممالک کی فوج ان کی حفاظت کے بہانے تعینات ہیں۔ ان ممالک کی فوج بھی تیار کی جاتی ہے انہیں تربیت بھی دی جاتی ہے ان کے ساتھ مشترکہ مشقیں بھی کی جاتی ہیں اور یہ فوج کس قدر نااہل ثابت ہوتی ہے اس کا ثبوت افغان فوج دے چکی ہے۔ جنہیں ۲۰ برس تک مغرب نے تربیت دی اور اسی فوج نے طالبان کے آگے ہتھیار ڈال دیئے۔ ہر مسلم ملک کے اہم اداروں کے اہم عہدوں پر مغربی ممالک کے شہری فائز ہیں جو اپنے اپنے ملک کے لئے جاسوسی کرتے ہیں۔

ایمان اور عقیدے کی جیت

طالبان کی کامیابی ان کے عزائم اور عقیدے کی جیت ہے جس کا اعتراف امریکہ نے بھی کیا ہے۔ مصلحتاً امریکا نے اپنے بچے کچے سپاہیوں کی جان بچانے مزید مالی خسارے سے بچنے کے لئے افغان سرزمین سے واپسی تو مکمل کر لی مگر اسے اپنی خفت چھپانے اور دنیا کو دکھانے کیلئے افغانستان میں ایسے حالات پیدا کرتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ طالبان حکومت چلانے کے قابل نہیں ہیں

اور ان کی وجہ سے اس خطہ میں بدامنی اور تخریبی سرگرمیوں کو بڑھاوا ملے گا۔ طالبان کی نئی حکومت میں شامل سبھی وزرا بین الاقوامی برادری کے لئے انعامی دہشت گرد ہیں۔ خود وزیر اعظم ملا حسن اخوند کو سب سے خطرناک دہشت گرد قرار دیا گیا تھا جن کے حکم پر ۲۰۰۱ء میں بامیان میں بدھا مجسموں کو نقصان پہنچایا گیا تھا وہ طالبان کے روحانی پیشوا ملا ہیبت اللہ کے دست راس ہیں۔ جیسے سراج الدین حقانی جن پر الزام ہے کہ انہوں نے کابل میں ہندوستانی سفارت خانے پر حملہ کیا تھا۔ جس میں ۱۵۸ افراد ہلاک ہوئے تھے۔ حامد کرزائی کے قتل کی ناکام سازش میں وہ ملوث بتائے جاتے ہیں۔ ملا محمد عمر کے بیٹے ملا یعقوب بھی ہیبت اللہ اخوندزادہ کے شاگرد خاص ہیں جو پہلے طالبان ملٹری کمیشن کے سربراہ رہ چکے ہیں اب وہ وزیر دفاع ہیں اور ملک کے نائب وزیر اعظم ملا عبدالغنی برادر جن سے امریکی سپاہی کانپتے تھے۔ آج سی آئی اے کے سربراہ سے بات چیت کرتے ہوئے دیکھے گئے۔ وقت نے انہیں ایک ایسے مقام پر لاکھڑا کیا جسے مقام رشک بھی کہا جاسکتا ہے۔

طالبان کے دوسری بار اقتدار سنبھالنے پر اقوام عالم جہاں تشویش کا شکار ہے وہیں اس کے کشمیر اور خالصتان تحاریک پر پڑنے والے اثرات سے بھارت بھی شدید خائف ہے کیونکہ افغانستان اور کشمیر کے درمیان سیاسی، ثقافتی اور لسانیاتی ہم آہنگی کوئی نئی نہیں بلکہ یہ صدیوں پرانی ہے، یاد رہے کہ کشمیر میں عبداللہ خان اسحاق نے پہلی بار ۱۸ ویں صدی کے وسط میں حکومت قائم کی تھی جس کے بعد افغان تقریباً ٦٦ برس تک کشمیر کے حکمران رہے۔ کیا اب طالبان کی نئی پالیسیاں افغانستان اور ہمسایہ ممالک کیلئے امن کی علامت بن پائیں گی؟ یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا لیکن یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ کشمیر سے متعلق بھارت ایک مرتبہ پھر ویسی ہی تشویش میں مبتلا ہے جیسی ۱۹۹۶ء میں ظاہر کی گئی تھی، اب یہ پراپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ طالبان کشمیر کی مسلح تحریک میں پھر شامل ہوسکتے ہیں حالانکہ اس کے پاس ۹۰ء کی دہائی میں کسی افغان جنگجو کو پکڑنے یا ہلاک کرنے کا کوئی ثبوت نہیں اور نہ ہی اس بات کے شواہد ہیں کہ کشمیریوں نے کبھی ان سے مدد طلب کی ہو (طالبان نے کشمیر میں مداخلت وغیرہ کرنے کا کوئی اعلان یا ارادہ ظاہر نہیں کیا طالبان بار بار یہ وضاحت دے رہے ہیں کہ ہم پڑوسیوں کے معاملات و سرحدات میں کسی بھی قسم کی مداخلت نہیں کریں گے۔ ادارہ) افغانستان اور مقبوضہ کشمیر میں تعمیری مصروفیات اور پائیدار انسانی مدد دیرپا امن اور استحکام کیلئے انتہائی ناگزیر ہے۔ امارات اسلامی ایک ایسی سچائی بن کر ابھری ہے جسے اب دنیا کو بہرصورت تسلیم کرنے کیساتھ ساتھ اس کی خودمختاری آزادی اور علاقائی سالمیت کا احترام کرنا ہوگا۔ عالمی طاقتوں کے پاس طالبان کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کیونکہ اسی سے خطے میں امن کی ضمانت ملے گی۔

ضبط و ترتیب: محمد اسلام حقانی
موتمر المصنفین جامعہ حقانیہ

دینی مدارس کا نظام و نصاب اسلامی تہذیب و تمدن کا محافظ

مولانا سمیع الحق شہیدؒ کا جامعہ اشرفیہ لاہور میں خطاب

۲۷ تا ۲۹ اپریل ۲۰۰۷ء کو پاکستان کے معروف تعلیمی و روحانی مرکز جامعہ اشرفیہ لاہور میں اس کی ساٹھ سالہ خدمات کی مناسبت سے حضرت مولانا فضل رحیم صاحب مدظلہ (مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور) کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان سہ روزہ تقریب کا انعقاد کیا گیا، تقریب کا انعقاد ایسے نازک موڑ پر کیا گیا تھا کہ اس وقت ہر طرف سے دین اسلام کے فکری، تعلیمی، ثقافتی اور روحانی مراکز پر اپنے اور اغیار دونوں سنگ باری کرنے میں مصروف تھیں اور ہر محاذ سے ان مراکز کے خلاف منفی اور زہریلے پروپیگنڈے کی صدائیں بلند ہو رہی تھی، اس تقریب میں شہید ناموس رسالتؐ حضرت مولانا سمیع الحق شہید نور اللہ مرقدہ نے بھی شرکت کی تھی اور موقع کی مناسبت سے فکر انگیز اور پر مغز خطاب کیا تھا جو اس وقت "الحق" میں اشاعت سے رہ گیا تھا وہ اہم خطاب پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

الحمد للّٰہ و کفی و الصلاۃ والسلام علی اشرف الانبیاء اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء و قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم العلماء ورثۃ الانبیاء

میرے انتہائی قابل احترام اکابرین، زعمائے ملک و ملت، مشائخ عظام، معزز و محترم حاضرین! ان شاء اللہ اکابر بڑی تفصیل سے اپنے خیالات سے آپ کو مستفید فرمائیں گے۔

جامعہ اشرفیہ سے میرا ایک بہت دیرینہ تعلق ہے اور ایک خاندان کے افراد کی طرح جامعہ حقانیہ اور جامعہ اشرفیہ ایک سمجھا جاتا ہے، حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ (بانی جامعہ اشرفیہ) سے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کا بہت ہی والہانہ تعلق تھا، دونوں حضرات کی باہمی

محبتیں اور تعلق دینی تھا، میں چھوٹا تھا لیکن وہ ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں حضرت شیخ الحدیث علامہ محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ اور والد صاحبؒ دونوں دار العلوم دیوبند میں تھے، دونوں پڑھاتے تھے اور عجیب اخوت، محبت اور مودت کے رشتے ان کے قائم رہے۔

اجتماعی محاسبے اور جائزے کی ضرورت

میں تقریر کیلئے نہیں بلکہ اس اجتماع کی سعادتوں میں حصہ لینے کیلئے حاضر ہوا ہوں اور ہم سب جامعہ اشرفیہ کے فضلائے کرام یا جن مدارس دینیہ سے فارغ التحصیل علماء یہاں جمع ہوئے ہیں، جشن منانے کیلئے ہم نہیں جمع ہوئے کیونکہ جشن منانا، ظاہری اور مادی شان وشوکت کا اظہار، مدرسے کی بلڈنگیں، عمارتیں اور اپنے کارناموں پر فخر یہ ہماری روایات کا حصہ نہیں ہے بلکہ آپ سب کو یہاں اسی لئے جمع کیا گیا ہے کہ ہم ایک جائزہ لیں کہ جو امانت الٰہی اور جو ذمہ داریاں ان اکابر نے اور ان مدارس نے ہمارے سپرد کردی تھی ہم نے ان امانتوں کو کس حد تک آگے پہنچایا اور کہاں ہم سے کوتاہی ہوئی؟ یہ اجتماعی محاسبے اور جائزے کا ایک اجتماع ہے اور جامعہ اشرفیہ کی ساٹھ سالہ عظیم خدمات کے نتیجے میں علماء کا جو طبقہ اور جو زمرہ تیار ہوا ہے، ان کو بلایا ہے کہ ان کا جائزہ لیا جائے کہ انہوں نے وہ امانت کہاں تک آگے پہنچایا؟ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس امانت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اللھم ھل بلغت امت سے پوچھتے ہیں کہ تم بتاؤ کہ کیا میں نے یہ امانت تم تک پہنچائی؟ بار بار پوچھتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جواب دیتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ قد بلغت و ادیت الامانۃ کہ تم نے وہ حق پہنچائی اور امانت کو ادا کیا ہے تو ہمارے مدارس کے ان اجتماعات کا مقصد یہی ہے کہ ہم معلوم کریں کہ اس امانت اور ذمہ داری کو کہاں تک ہم نے آگے پہنچایا ہے اور کہاں ہم سے سستی ہوئی اور ہورہی ہے اور پھر جو اس وقت ہم جمع ہوتے ہیں اس وقت دنیا کا جائزہ لیں اور حالات کا نقشہ سامنے رکھیں کہ اس امانت الٰہی کے خلاف دشمن کیا کیا تیاریاں کررہا ہے اور اس امانت الٰہی کے خلاف کتنے مورچے کھل رہے ہیں ہم نے اس مورچوں کا کیسا تعاقب کرنا ہوگا؟

انتخاب الٰہی

اس امانت الٰہی کی تحفظ کیلئے اللہ تعالیٰ نے علماء کو منتخب کیا اور اس امانت کا وارث صرف اور صرف علماء کو بنایا یہ وہ امانت ہے کہ اس کا انتخاب مدرسے کے طالب علم کیلئے ہے، وہ انتخاب حق تعالیٰ خود فرماتے ہیں اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ

اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ (الاحزاب : ۷۲) اس امانت سے ساری دنیا نے منہ موڑ لیا، آسمانوں نے زمینوں نے اور انسان جو اس امانت کے اٹھانے والا ہے وہ مسلمان ہوسکتا ہے اور مسلمانوں میں بھی جو علوم نبوت اور وراثت نبوت کیلئے منتخب کیا جاتا ہے اور اَلْاِنْسَان میں الف لام استغراقی نہیں عہدی ہے، میرے خیال میں وہ امانت الٰہی صرف اور صرف اس طبقے کے ساتھ خاص ہے جس کو طالب علم، مدرس اور عالم کہتے ہیں تو اس کا انتخاب بھی اللہ نے کیا، نبوت وہی چیز ہے نبوت کا حق الیکشن کمیشن یا کسی اور کو نہیں دی جاسکتی، پانچ ارب انسان کسی کے حق میں ووٹ ڈالے کہ اس کو نبی بنا دیا جائے وہ نبی نہیں بن سکتا، یہ جمہوریت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہیں چلتی، بلکہ اللہ خود فیصلہ کرتا ہے اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ، اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ تو میں کہتا ہوں کہ ان کے وارث طالب علم اور علماء ہیں تو یہ علماء کا انتخاب وہاں بھی اللہ کرتا ہے، وہ ہی منتخب کرتا ہے کہ تم نے انجینئر نہیں بننا ہے، ڈاکٹر نہیں بننا ہے، سیاستدان نہیں بننا ہے، کڑور پتی نہیں بننا ہے، کسی کارخانے کا ڈائریکٹر نہیں بننا ہے تمہیں قرآن وسنت کا طالب علم بننا ہے، اب اس طالب علم کو بھی ماحول سازگار نہیں ہوتا کبھی والدین بھی نہیں چاہتے، کبھی پورا معاشرہ خلاف ہوتا ہے لیکن اس طالب علم کو اللہ منتخب کرتا ہے کیونکہ وہ مدرسے میں بیٹھتا ہے۔

ہندوتہذیب کے اثرات

میرے دوستو! قیمتی وقت زیادہ نہیں لوں گا ہماری تاریخ برصغیر میں انگریز کے آنے سے شروع ہوتی ہے اور برصغیر میں پھر ہندو پرستی اور ہندومت کا تسلط تھا اور ہندومت، اس کا کلچر، اس کی تہذیب، اس کا سارا نظام بتوہمات، خرافات، شرک، بت پرستی اور اوہام پرستی کے گرد گھومتا تھا اور ہندوستان میں جو بھی قومیں آئی اور جو بھی امتیں آئی وہ اسی تہذیب میں تحلیل ہوگئی، علامہ حالی نے کہا تھا کہ ہندوستانی تہذیب یہ اکال الأمم ہے امتوں کو کھا جانے والی تہذیب، جو بھی آیا اسی میں ہر کہ در کانِ نمک رَفت نمک شد، آریائی قومیں آئی ہندوتہذیب میں ڈوب گئی، دنیا کی جو بھی اقوام ہندوستان پر غلبہ کرنے کیلئے آئی وہ اپنی تہذیب اور کلچر وغیر سب کو کھو بیٹھے

مسلمانوں کے تشخص میں علمائے دیوبند کا کردار

محمد بن قاسم جب آیا اور اسلام کے دراوزے کھلے تو واحد یہ اسلام ایک ایسا مذہب، ایسی تہذیب اور ایسا کلچر ساتھ لے آیا جو اپنی حقانیت اور صداقتوں کے بل بوتے پر قائم و دائم رہا اور ہندومت اور ہندوتہذیب میں ڈوبا نہیں بلکہ اپنے کلچر اور اپنی تہذیب کو بچا کے رکھ دیا، اب جب انگریز آیا

تو دو خطرے ہو گئے ایک تو ہندو تہذیب مسلمانوں کو مٹانا چاہتا تھا دوسرا انگریز اپنا الحاد، دہریت، سیکولر ازم، ماڈرن ازم اور روشن خیالی کے دور میں مسلمانوں کا تشخص مٹانا چاہتا تھا، ان کا تہذیب بدلنا چاہتا تھا، کلچر بدلنا چاہتا تھا لیکن اللہ تعالی نے غیب سے انتظام کیا ہمارے اکابر حضرت نانوتویؒ اور دیگر بزرگوں نے سر جوڑ کے فیصلہ کیا کہ ان دو خطرناک فتنوں سے امت کو کیسے بچانا ہے؟ ان کو الہام ہوا کہ مدرسہ قائم کرو یہ مدرسہ ہمارا سرچشمہ ہے، یہ الہامی مدرسہ تھا، اس کے بارے میں ہر چیز کا الہام ہوتا تھا یہ سب ہماری تاریخ میں ہے کہ دار العلوم دیوبند کی جو عمارتیں ہوتی تھیں، بلڈنگیں ہوتی تھیں، دیوار اور چار دیواری ہوتی تھیں، ہال ہوتا تھا اور درسگاہیں ہوتی تھیں اس کے بارے میں بھی ہمارے اولیاء اللہ بزرگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں آ کر ہدایات دیتا تھا کہ یہ درسگاہ اس نہج پر ہونا چاہئے، یہ نقشہ تنگ ہے، یہ گلی چوڑی ہونی چاہئے، چار دیواری اتنی ہونی چاہئے اور نشان لگا کر ان بزرگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سمجھا دیتے تھے، کئی دفعہ ایسا ہوا کہ صبح لوگ گئے ہیں کہ اس جگہ کا جائزہ لے کہ اس کے مطابق تبدیلی کردے تو وہاں نشانات بھی کھڑے ہوئے مل گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لگائے ہوئے موجود ہوتے، یہ سارا سلسلہ الہامی ہوا ہے، اللہ تعالی نے یہ چاہا کہ اب اس تہذیب، تمدن اور اسلام کو بچانے کیلئے ایک نظام بنایا جائے، ایک تحریک چلائی جائے اور وہ نظام ہے صرف دینی مدارس کا۔

آزاد نصاب تعلیم

انگریز بہت بڑا شر تھا لیکن اللہ تعالی نے شر سے خیر کا پہلو نکالا، اس شر کے بعد یہ دینی مدارس قائم ہوئے، انگریز نہ آتا تو یہ نظام قائم نہ ہوتا، انگریز سے پہلے اسلامی سلطنتیں تھیں خلافت عباسیہ، خلافت بنو امیہ اور خلافت عثمانیہ اس میں بھی یہ آزاد حریت فکر والا تعلیمی نظام نہیں تھا، نہ ایسے آزاد مدرسے حکمرانوں، بادشاہوں کے زمانے چل سکتے تھے، یہ تو اللہ تعالی نے انگریز بد بخت کو ذریعہ بنا دیا کہ اب جو مدارس کا نظام ہے وہ حریت فکر کے لحاظ سے، آزادی کے لحاظ سے، للّٰہیت کے لحاظ سے مکمل آزاد ہے اور دشمن سمجھ گیا کہ یہ آزادی سب سے بڑا خطرہ ہے، وہ اس آزادی کو سلب کرنا چاہتا ہے، ان کی ساری تگ و دو اور جدوجہد یہ ہے کہ اس نظام کو لپیٹ دیا جائے، اس نظام نے ایسے رجال کار پیدا کئے ہیں جنہوں نے ایک طرف اسلامی تہذیب و تمدن کی حفاظت کی، اسلامی علوم کا پرچار اور تحفظ کیا اور دوسری طرف اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے سر بکف ہو گئے، ڈٹ گئے انگریز کے مقابلے میں دو محاذوں پر یہ اکابر مصروف اور برسر پیکار ہو گئے، اس کے نتیجے میں ہمارے سامنے ایک دنیا پیدا

ہوگئی، یہ آپ سب ہزاروں اور لاکھوں علماء اور طلباء یہ اس آزاد نظام اور نصاب تعلیم کا نتیجہ ہے۔

عالم کفر دینی مدارس کے خلاف برسرِ پیکار

آج کافر بالاخر گھوم پھیر کر آزما کر اس نتیجے پر پہنچ گیا کہ ہمارے لئے انتہائی خطرناک مزاحمت کرنے والا قوت یہی ایک نظام ہے جو مدارس کی صورت میں موجود ہے، وہ اب تھنک ٹینک قائم کرتا ہے، سیمینار کرتا ہے، ان کا میڈیا سارا اسی کے گرد گھومتا ہے کہ یہ نظام کیا ہے؟ یہ نصاب کیا ہے؟ اور اس میں اتنی قوت کہاں سے آئی ہے کہ یہ جھکتے نہیں ہیں؟ یہ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کی کتابیں نہیں ہوتی، یہ قوموں کے سامنے اور ٹینکوں کے سامنے سرنگوں نہیں ہوتے، یہ روکھی سوکھی کھا کر اور زمین کی چٹائیوں پر بیٹھ کر اس نظام سے چمٹے ہوئے ہیں، عضوا علیھا بالنواجذ اس انداز میں وہ تجزیہ کرتے ہیں، سروے کرتے ہیں، تشخیص کرتے ہیں کہ اس نظام میں کیسی قوت ہے کہ ایسے لوگ پیدا ہوگئے؟ نہ ملا عمر کو کوئی جھکا سکا اور نہ اور مجاہدین کو کوئی جھکا سکے، وہ جھکتے نہیں ہیں پوری دنیا کی طاقتیں سر جوڑ کر بیٹھی ہوئی ہیں اور ہمارے ہاں آتے ہیں، سب مدارس کو دیکھتے ہیں میڈیا والوں کی ایک یلغار ہوتی ہے کہ یہ کیا قوت ہے اس کورس میں؟ تم کیسے اس نصاب کے ذریعے لوگ بناتے ہو ہم کہتے ہیں کہ یہ سمجھانے کی بات نہیں ہیں تم یورپ والے دو ڈھائی سو نوجوان طالب علم منتخب کرو امریکہ کے، کینڈا کے، یورپین یونین کے اور ان ممالک کے ڈھائی سو نوجوان افراد ہمارے ہاں بھیج دو، ہم ان کو اسلام لانے پر مجبور نہیں کریں گے، تم ان کو پانچ چھ مہینے ہمارے مدرسے میں چھوڑ جاؤ، وہ اس نصاب کو پڑھ لیں، وہ اس نظام کو دیکھ لیں آگے پھر اس کا مثبت نتیجہ آپ کے سامنے آجائے گا کہ یہ کیا قوت ہے؟ ان دو ڈھائی سو نوجوانوں سے پھر پوچھ لیں کہ آپ میں یہ تبدیلی کیسے آئی؟ اگر ایسے نہیں ہے تو من لم یذق لم یلذ جس نے چکھا نہیں وہ کیا لذت محسوس کرے گا۔

بالآخر انہوں نے طے کیا کہ اب اس نظام کو سبوتاژ کرو، ختم کرو، اس کی بساط لپیٹ دو، حکمران، امراء اور امریکہ کے پٹھو سارے اس پر لگے ہوئے ہیں کہ اس نظام کو تہس نہس کیا جائے کیونکہ ان کو خطرہ صرف اس نظام سے ہیں، ہمارے اٹھاون ممالک کے حکمران سب ان کے جیب میں ہیں، ان کے پٹھو ہیں، ان حکمرانوں سے وہ کیا ڈرے گا؟ ہمارے جرنیل ان کے چیلے بنے ہوئے ہیں، ان کے اشاروں پر ناچتے ہیں، اٹھاون ممالک کے سارے حکمران اور ہماری افواج بے بس ہیں اور بے حس ہیں، ہمارے ایٹم بم سے ان کو خطرہ نہیں ہے کیونکہ ایٹم بم اللہ نے دیا لیکن امریکہ نے اس کو تالے لگا دیئے کہ کوئی مسلمان ملک اس کو استعمال نہیں کرے گا، ہمارے سیاستدانوں سے امریکہ

کو کوئی ڈر نہیں ہے کیونکہ ان کی تو خود ایک دوڑ لگی ہوئی ہے، ایک سے ایک بڑھ کر اپنے امریکی آقا کی خوشنودی میں لگا ہوا ہے، پاکستان کے ساری سیاسی پارٹیاں اور جماعتیں اسی کوشش میں ہیں کہ بش صاحب کی خوشنودی ہمیں حاصل ہو جائے، اگر کوئی سمندر پار بیٹھے ہوئے ہیں، ملک میں بیٹھے ہوئے ہیں یا بھگوڑے ہیں، وہ سب روزانہ ایک بیان داغتے ہیں، اس مزاحمتی قوت کے خلاف کہ یہ "دہشت گرد" ہیں، ان کو بدنام کرو، ان کو رسوا کرو وہ باقاعدہ ان مدارس کا نام لیتے ہیں ادھر الطاف حسین تقریر کرتا ہے، ادھر بے نظیر بھٹو مضامین لکھتی ہیں، ادھر ق لیگ اور مسلم لیگ ن والے بھی اس دوڑ میں سب سے آگے بھاگ رہے ہیں اور کہہ رہے کہ بش صاحب! یہ مشرف کیا چیز ہے؟ ہمیں موقع دو ہم یہ سارا نظام دین کا اور مدارس کا ملیامیٹ کر کے دکھا دیں گے، اب امریکہ اس طاقت سے کیا ڈرے؟ کیا کرے گا وہ سب اس کے ہاتھ میں ہیں، آپ کے جدید تعلیم یافتہ طبقے کو بھی احساس نہیں کہ ہمارا ملک مغلوب ہے، مظلوم ہے، محکوم ہے، آقا بیٹھا ہوا بش کا اسی پارٹی کو درد ہے ان مدارس سے، یہ درد برٹش سامراج کے زمانے میں بھی تھا، دار العلوم دیوبند نے برٹش سامراج کا جنازہ نکالا، ان مدارس نے سرخ سامراج کا مقابلہ کیا، افغانستان میں سوویت یونین آیا تو یہی طلباء، یہی علماء اور یہی مجاہدین تھے جنہوں نے ناک چنے چبوادیئے اور لینن کا مجسمہ زمین بوس کر دیا، اب افغانستان اور عراق میں سرخ سامراج کی جگہ پھر امریکہ دندنا کر بیٹھ گیا، وہ اس کی جگہ لینا چاہتے ہے، اس بد بخت کو افغانستان میں روس کی انجام سے عبرت لینی چاہیے تھی کہ وہ اس راستے پر نہ چلتا جس پر روس آیا تھا لیکن اس نے کوئی عبرت نہیں لی، وہ اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی نہیں کرتا وہ دندناتا پھرتا شیر بن گیا کہ میں سارے عالم اسلام کو تہ تیغ کردوں گا لیکن اس کو اس قوت کا احساس نہیں تھا جبکہ ان سے پہلے نکسن نے خروشیف کو لکھا تھا کہ اصل قوت تو یہ مدرسوں والے یہ چٹائیوں پر میلے پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے بچے ہیں، ہم دونوں لڑ کر اپنی قوت کو تباہ کر رہے ہیں۔

دین پر مر مٹنے والا طبقہ

بہر حال! دشمن کو اتنا سخت احساس ہوا کہ وہ سب اکٹھے ہو گئے، چودہ سو سال میں عالم کفر بالاجماع ایسا اکٹھا نہیں ہوا تھا، یہ پہلا موقع ہے کہ عالم کفر نے سارے اختلافات ختم کر کے ایک ہو گیا ہے ورنہ تاتاری فتنے میں بھی ہمارے خلاف سب ایک نہیں تھے اور دیگر ہزاروں موقعوں پر کوئی ہمارا ساتھ دیتا تھا کوئی ہمارے خلاف لڑ رہے تھے، یہ آپس میں بٹے ہوئے تھے لیکن اب امریکہ اور روس نے سارے اختلافات ختم کر دئے، یہودیت اور مسیحیت ایک ہو گئے، ہندوستان اور چین

کے جھگڑے ختم ہوگئے ہیں، آج یہودیت، مسیحیت، بدھ مت اور مشرک چاروں بڑے مذاہب سب ایک ہوگئے ہیں، انہوں باہمی تمام جھگڑے ختم کر دیے ہیں، یہ سب کس نے کیا؟ ہمارے جرنیلوں نے، ہمارے حکمرانوں نے نہیں! یہ جو طالب علم ہیں یہ جو دین کی سمجھ رکھنے والا اور دین پر مرمٹنے والا طبقہ ہے، اس نے دشمن کو ایک کر دیا، اس کا اتنا خوف ہے، اتنی دہشت ہے، اتنی عظمت ہے کہ اب وہ کہتے ہیں کہ ہمیں باہمی سارے اختلافات کو ختم کر کے پہلے ان کو ختم کرو، ان کا ازالہ کرو۔

اتحاد وقت کی ضرورت

میرے دوستو! اس سیلاب کا اور اس خطرے کا مقابلہ ہم نے اکٹھے ہو کر کرنا ہے اور لڑنا ہے اور اس نظام کو، اس تعلیم کو، اس نصاب کو، اس قرآن وسنت کو بچانا بھی اس طبقے نے ہے، بینظیر، نواز شریف اور الطاف حسین وہ یہ مزاحمت نہیں کرے گا وہ اس کو ادھر ادھر کر کے فرش راہ کرے گا، جرنیل نہیں کرے گا، سعودی عرب سے لے کر الجزائر تک کسی ریاست کے حکمران نہیں اٹھے گا۔

نیو ورلڈ آرڈر کا مقابلہ

اب ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ اس تہذیب محمدی کو بچانا ہے کہ نہیں؟ اور جو نیو ورلڈ آرڈر دنیا پر مسلط کیا جا رہا ہے اور اس کا حصہ یہ ہے کہ دین اور دینی تشخص کو اس ملت محمدیہ سے ختم کرادو، اس نیو ورلڈ آرڈر کا مقابلہ اس امت میں کس طبقے نے کرنا ہے، حکمرانوں نے نہیں، سیاستدانوں نے نہیں، جرنیلوں نے نہیں، جدید تعلیم یافتہ طبقہ نے نہیں بلکہ اس کا مقابلہ صرف اور صرف یہی طبقہ کرے گا۔

چودہ سو سال میں ایسا سخت دور ابتلاء اور آزمائش نہیں مسلط کئے گئے جو اس وقت ہے تو ہم ان شاء اللہ یہاں جمع ہوئے ہیں کہ ہم عہد کریںگے کہ ہم نے نیو ورلڈ آرڈر کو پنپنے نہیں دینا ہے، ہم نے دشمن کے سامنے سد سکندری ثابت ہونا ہے، ہم نے پاکستان کو مغرب اور مشرف کی اصطلاح میں ''روشن خیال'' ریاست نہیں بننے دینا ہے۔

حکمرانوں کی مذہب سے دشمنی

ہمارا صدر روز ڈھنڈوا پیٹتا رہتا ہے، شرم کی بات ہے دشمنوں میں جا کر روس، سپین، پیرس اور دنیا میں جہاں بھی جاتا ہے تو کہتا ہے کہ دہشت گردی ہمیں دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے اور وہ اس طبقہ کو دیمک کہتا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ دیمک کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے محلات کو زمین بوس کیا ہے، ابابیلوں کے ذریعے ابرہہ جیسی بڑی قوت کو غرق کردیا لیکن اس کو شرم نہیں آتی کہ

وہ اپنی سیاہ تصویر اور نااہلی چھپا کر اب اس کو سب سے بڑا مسئلہ دہشت گردی لگ رہا ہے، سب سے بڑا مسئلہ بیروزگاری نہیں ؟ کمر توڑ مہنگائی نہیں؟ بجلی کی تباہی نہیں؟ لیکن وہ دہشت گردی کہہ کہہ کر اور انتہا پسندی کہہ کہہ کر ہمیں للکارتا ہے، ابھارتا ہے، مجبور کرتا ہے کہ ہم انتہا پسندی پر اتر آئیں ۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ اسلام میں انتہا پسندی کیسی ہے؟ اور وہ مذہبی انتہا پسندی کا لفظ کہتے ہیں مذہبی انتہا پسندی مذہب کو گالی دینا ہے بلکہ ایک گمراہ کن لفظ ہے، مذہب میں انسان جتنا آگے جائے گا اتنا اس کا درجہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بلند ہوگا، مذہب ہم کو انتہاء تک پہنچانا چاہتا ہے اور جو کنارے پر بیٹھا ہوا ہے وہ تو منافق ہیں و من الناس ان یعبد اللّٰہ فان اصابہ جو کنارے کنارے پر باہر دروازے سے تانک جھانک کر وہ مذہب میں نہیں ہے، مذہب میں اگر ہے تو وادخلوا فی السلم کافۃ اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔

دیوبندیت کے عناصر اربعہ

میرے دوستو! ان شاء اللہ یہ اجتماعات ہماری نئی نشاۃ ثانیہ اور نئے ولولے کا ذریعہ ثابت ہوگا، دیوبندیت کے حوالے ایک بزرگ نے بڑی اچھی بات کہی ہے کہ دیوبندیت چار چیزوں کا نام ہے، ہر چیز کے کچھ عناصر ہوتے ہیں تو دیوبندیت کے بھی چار عناصر ہیں، ہمارا سارا نظام ان چار چیزوں کے اردگرد گھومے گا، پہلی چیز توحید وسنت ہے توحید بنیاد ہے، توحید وسنت ہماری تعلیمات، افکار، نظریات، اعمال اور معاملات سب کا محور ہے توحید وسنت سے ہٹ کر جھگڑے پیدا کئے جائیں گے اور یہ سارے جھگڑے اوروں نے بنائے، ہم نے دفاعی طور پر اس کا تعاقب کیا، دشمن نے ہمارے درمیان یہ سارے اختلافات پیدا کئے اور اس کو ہوا دی۔

دوسری چیز اتباع سنت ہے، اتباع دیوبند کا شعار ہے، دیوبند ڈوبا ہوا ہے اس اتباع سنت میں، تیسری چیز تعلق مع اللہ ہے، روحانیت، تصوف، ذکر اذکار، سلوک واحسان یہ سارا تعلق مع اللہ کی بنیاد ہے ۔ چوتھی چیز اعلائے کلمۃ اللہ ہے اس کیلئے سربکف ہونا اور سربلند رہنا ہے، اسی اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے، لہٰذا ان چار عناصر سے دیوبندیت بنی ہے اگر ان میں سے ایک بھی کم ہے تو اس کی دیوبندیت میں نقص ہے، اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو امت کی نشاۃ ثانیہ کا ذریعہ بنادے (آمین)

سفرنامہ ترکی مولانا ڈاکٹر قاسم محمود
صدر مجلس علمائے کراچی و جامعہ اسلامیہ مخزن العلوم

دیارِ خلافت کا سفرِ شوق

(قسط ۴)

ترکی کے مسلمان ہر لحاظ سے اعتدال اور توازن پسند ہیں۔ ہم نے یہاں آ کر اس بات کا بخوبی مشاہدہ کیا کہ ترک مسلمانوں میں نہ سعودی عرب کے سلفی بھائیوں کی طرح افراط و شدت پسندی ہے کہ جنہوں نے صحابہ کرام اور اولیائے کرام کے قبور مبارکہ کے آثار تک مٹا ڈالے، نہ ہی ہمارے برصغیر کے شخصیت پرست مسلمانوں کی طرح تفریط اور تساہل پسندی ہے کہ مزارات میں طرح طرح کی خرافات عقیدت کے نام پر رائج کر دی گئی ہیں۔ ان دونوں رویوں کے برعکس ترک مسلمانوں میں وہ عقیدت رائج ہے جس کی دین نے رہنمائی کی ہے۔ نہ بدعتیں و محدثات کی کارفرمائی اور نہ ہی توحید کے نام پر اسلامی آثار کی مکمل بیخ کنی اور بات بے بات بدعہ بدعہ کی صدائیں۔ ماشاء اللہ ترک بھائی بڑے ہی متوازن انداز میں چل رہے ہیں، یہ دیکھ کر انتہائی خوشی بھی ہوئی اور دل میں یہ خواہش بھی پیدا ہوئی کہ کاش! سعودیہ والے اور ہمارے پاکستانی ترکوں سے اس اعتدال و توازن کا سبق حاصل کریں۔

ایوب سلطان کی بارگاہ اقدس میں

کچھ ہی دیر میں آرام دہ بسوں نے ہمیں شہر کے مختلف خوبصورت حصوں سے گزارتے ہوئے جامع سلطان ایوب پہنچا دیا۔ ترکوں کو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ عقیدت اور انسیت ہے۔ وہ حضرت کو اپنی یکجائی اور عظیم سلطنت کے عظیم محسن مانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ عقیدت و محبت میں آپ کو ایوپ سلطان کہہ کر پکارتے ہیں۔ اب ہم بھی اللہ کی توفیق سے رفقائے سفر حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری اور پیر اقبال قریشی کی سرپرستی، مولانا عمیر، مولانا اسد اور مولانا عبدالحسیب کی رہنمائی اور اپنے رفقائے خاص مولانا عبدالحسیب حقانی اور مولانا نقیب خان سمیت تمام ساتھیوں کی معیت میں ایوب سلطان کے قدموں میں حاضر تھے۔

حاضری کی اس عظیم سعادت کے موقع پر دل و دماغ کی جو کیفیت تھی وہ بیان سے باہر ہے۔ دل میں جذبات کا طوفان مچل رہا تھا۔ اللہ اللہ کہاں وہ عظیم صحابہ رسولؐ جس نے اپنی زندگی رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور اس کے دین کی خدمت میں صرف کی اور ہزاروں میل کی مسافت طے کر کے اس حال میں اس دیار میں پہنچے کہ جان جان آفریں واپس لے چکا تھا۔ حضرت کی عظیم الشان خدمات کا تصور کر کے دل کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔ تمام ساتھی زبان خاموشی اور نہایت ادب و احترام سے میزبان رسول کی بارگاہ میں ہدیہ فاتحہ اور خراج عقیدت پیش کر رہے تھے۔ سب پرنم اور پر جوش تھے۔ ہم کافی دیر تک احترام کا بت بنے سلطان ایوب کی بارگاہ میں زبان خاموشی سے خراج عقیدت پیش کرتے رہے اور حضرت کے وسیلے سے اپنے لئے، اپنے گھر والوں، بچوں، دوستوں، قوم اور پورے ملک کیلئے دعا کی۔ پھر بوجھل قدموں کے ساتھ ہم باہر آئے اور جامع ایوب سمیت پورے احاطے کا وزٹ کیا۔ باہر آئے تو ساتھی اپنے ذاتی اعمال میں مصروف ہوگئے۔ اسی اثنا میں معروف اسکالر حضرت مولانا فضل سبحان صاحب تشریف لائے۔ مولانا کی زبان میں اللہ نے بڑی تاثیر رکھی ہے۔ انہوں نے یہیں کھڑے کھڑے چار پانچ منٹ اپنے خاص انداز میں بڑا دلنشین اور پر اثر و معلومات سے بھرپور بیان کیا جسے سنتے ہوئے ہمارے دل مزید پگھل گئے اور رقت طاری ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے نوازے، آمین۔

میزبان رسول سیدنا حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں شرف حاضری اور باریابی سے ہم فارغ ہوئے تو گائیڈ نے ہمیں آگاہ کیا کہ یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک اور عظیم صحابی رسول سیدنا حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ اور ان کے کچھ ساتھیوں کی امکانی قبور بھی موجود ہیں۔ گائیڈ نے بتایا کہ اب ہم ان کے ہاں حاضری دیں گے۔ گائیڈ نے بتایا کہ جگہ ذرا فاصلے پر ہے مگر زیادہ دور نہیں، اس لیے بس یا کسی گاڑی میں جانے کے بجائے ہم پا پیادہ ہی وہاں ہو آئیں گے۔ اس سے زیادہ اچھی بات اور کیا ہو سکتی تھی کہ ہم پا پیادہ ان گلیوں، محلوں اور رہگزر سے گزریں، جن پر کبھی ہمارے عظیم اسلاف، مجاہدین اور بزرگان دین چلے تھے۔ پیدل جانے کا سن کر میری طرح پورا قافلہ سراپا جوش و مسرت بن گیا۔ ہم ان گلیوں میں چلنے لگے تو ساتھ ہی دماغ کی اسکرین پر تاریخ اسلام میں مسلمانوں کی عظمت رفتہ اور شاندار ماضی کا تصور ایک فلم کی طرح روشنیاں بکھیرتا ہوا چلنے لگا۔ گویا ان گلیوں میں قدم رکھتے ہی ہم ٹائم مشین کے ذریعے صدیوں پیچھے پہنچ گئے، جہاں ہم ٹکٹکی باندھ کر سراپا حیرت و استعجاب بنے ان عظیم لوگوں کو اپنے پہلو میں اپنے دائیں بائیں چلتے پھرتے دیکھ رہے تھے، جنہوں نے دنیا کا نقشہ اپنے کردار اور اپنے زور بازو سے بدل کر رکھ دیا تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا وہ عظیم لوگ ہمارے درمیان ہی چل پھر رہے ہیں اور آجا رہے ہیں۔ ان ہی خوش کن تصوراتی مناظر

میں کھو کر ہم چلتے چلے گئے۔ اچانک گائیڈ نے سامنے ایک عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ رہی وہ عمارت جہاں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کی امکانی قبریں موجود ہیں۔ یہ سنتے ہی ہم تصور کی حسین وادی سے باہر آ گئے اور دل میں ایک اور حسین جذبے نے اس کی جگہ لے لی۔ اب ہم ایک اور عظیم صحابی کی بارگاہ میں حاضری کیلئے سراپا شوق بن گئے تھے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بھی ایک جلیل القدر صحابی رسول ہیں، آپ اصحاب صفہ کی ان ہستیوں میں شامل ہیں، جنہوں نے تارک الدنیا ہو کر خود کو دین حق کی خدمت اور اشاعت کیلئے وقف کر دیا تھا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حکمت و دانائی کی بنا پر بارگاہ رسالت سے انہیں حکیم الامت کا اعزاز عطا ہوا۔ آپ نے طویل عمر پائی۔ عہد رسالت میں تمام غزوات میں پیش پیش رہے۔ عہد رسالت کے بعد بھی جہادی مہمات اور اشاعت دین کے دیگر سلسلوں سے وابستہ اور جڑے رہے۔ گائیڈ نے ہمیں تاکید سے یہ بات بتائی کہ یہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی امکانی قبر ہے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی کہ آیا واقعی یہ حضرت ابو درداء کی قبر ہے یا نہیں۔ امکانی طور پر کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت کی ہی قبر ہے۔ ہم نے بھی اس امکان کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ سوچ کر کہ اگر واقعی یہ حضرت کی قبر ہے تو بے التفاتی کا وبال نہ آئے، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی نیت اور ارادے سے وہاں حاضری دی۔ یہ ایک چار اطراف سے دیوار گیر احاطہ ہے، جس میں جالیوں کے ذریعے اندر دیکھا جا سکتا ہے، ہم نے دیکھا کہ یہاں کئی قبریں موجود ہیں۔ ہم نے ان کی بارگاہ کی دہلیز پر کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی، ایصال کیا اور ان پاک ہستیوں کے وسیلے سے اللہ تعالی سے اپنے، اپنے بچوں، دوستوں، ملک و قوم اور پوری امت کیلئے دعائیں مانگیں اور حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کی دین حق کیلئے عظیم قربانیوں اور خدمات کو یاد کر کے ایک ترتیب کے ساتھ بہ چشم تر واپس ہوئے۔ اس دوران راستے بھر میں ترک بھائیوں سے علیک سلیک اور مصافحے بھی ہوتے رہے۔ وہ ہمیں دیکھ کر اور ہم انہیں دیکھ کر عظیم ایمانی رشتے کے احساس سے آنکھوں ہی آنکھوں میں مسرت کا اظہار کرتے رہے۔ بہت سے مقامی افراد ہم سے مل کر تجسس سے پوچھتے بھی رہتے کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ جب ہم پاکستان کا بتاتے تو ان کی خوشی اور مسرت دیکھنے والی ہوتی۔ پر جوش ہو کر گاردیش گاردیش کہہ کر ہمارا استقبال کرتے۔ گاردیش ترکی زبان میں بھائی کو کہتے ہیں۔

یہاں سے ہم فارغ ہو کر ہم سیدھ میں آگے چلے، کچھ آگے چل کر ایک گلی میں مڑے تو سامنے ایک مزار کی پر شکوہ عمارت ایستادہ تھی۔ ہم سمجھے یہ بھی کسی صحابی یا بزرگ کا مقبرہ ہوگا، گائیڈ شاید پیچھے رہ

گیا تھا۔ ہم اسی ادھیڑ بن میں تھے کہ کسی طرح مقامی افراد سے ہمیں پتہ چلا کہ یہ کسی بزرگ کا نہیں بلکہ ایک بڑا کمپلیکس ہے، جس میں اپنے وقت کے مختلف بادشاہ مدفون ہیں۔ ہم نے اس عمارت کا ایک سرسری سا جائزہ لیا اور آگے بڑھ گئے۔ اب ہم مین روڈ پر تھے اور پیدل ہی جذب و کیف میں چلتے جا رہے تھے۔ یہاں ہم نے ترک قوم کے ایک بہت ہی خوبصورت نظم اور ڈسپلن کا مشاہدہ کیا۔ ہم نے دیکھا کہ یہاں ٹریفک سائن میں گاڑیوں کی طرح پیدل چلنے والوں کیلئے بھی سائن اور اشارے موجود ہیں۔ ہمیں روڈ پار کرنا تھا۔ اشارہ بند تھا، سو ہم گاڑیوں کی طرح منظم ہو کر ایک طرف اشارہ کھلنے کے انتظار میں کھڑے ہو گئے۔ کچھ ہی ثانیے گزرے ہوں گے کہ ٹریفک سائن روشن ہو گیا۔ گاڑیاں رک گئیں اور پیدل چلنے والوں کا اشارہ کھل گیا۔ ہم نے سکون سے سڑک پار کی اور دوسرے پار چلے گئے۔ قریب ہی ایک بڑا مقبرہ نظر آیا۔ ہمیں بتایا گیا کہ یہ مزار عظیم قاری قرآن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیعت عقبہ ثانیہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ کا تعلق یثرب کے قبیلہ خزرج سے تھا۔ تدوین قرآن میں آپ کی خدمات پوری امت کیلئے عظیم اثاثہ ہیں۔ تمام غزوات اور جہادی مہمات میں شرکت رہی۔ آپ کا شمار ان چار قاریوں میں ہوتا ہے، جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پورے اعتماد کے ساتھ فرمایا تھا کہ قرآن ان چار حضرات سے پڑھا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو وحی کی کتابت کا عظیم شرف بھی حاصل ہے۔ ہم یہاں پہنچے تو سہ پہر آخری سانسیں لے رہا تھا۔ یہاں حضرت ابی بن کعب سے منسوب مزار کے ساتھ ان کے نام پر جامع ابی بن کعب نام کی ایک دومنزلہ قدیم مسجد بھی ہے۔ ان کے ساتھ ہی قریب میں ایک طرف مقفل احاطہ ہے، ہمیں بتایا گیا کہ اس جگہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ام حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے خاندان کے کچھ حضرات کی قبور ہیں، تاہم یہ احاطہ مقفل تھا، ہم پہلے یہاں حاضر ہوئے اور باہر سے ہی فاتحہ درود پڑھا۔ اسی اثنا میں عصر کی اذان ہو گئی۔ ہم حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امکانی قبر پر حاضر ہوئے، فاتحہ درود اور دعا کر کے نماز عصر کیلئے ابی بن کعب مسجد کی دوسری منزل پر چلے گئے۔ ماشاء اللہ مسجد تو قدیم ہے، مگر ایمانی کیفیات کے اعتبار سے یہاں کا ماحول انتہائی اعلیٰ اور شاندار ہے۔ یہاں داخل ہوتے ہی بہت زبردست احساسات اور کیفیات کی لپٹوں نے ہمیں اپنے حصار میں لیا اور نماز و عبادت میں حلاوت، مٹھاس، خودسپردگی، بندگی کے احساس، خشوع خضوع اور سکینت و طمانیت نے جب تک ہم یہاں مشغول عبادت رہے، ہمیں گھیرے رکھا۔

مسجد ابی بن کعب میں نماز عصر بالقصر ادا کر کے واپس اسی انداز میں واک کرتے ہوئے

وہیں آ گئے جہاں ہماری بسیں کھڑی تھیں۔ منتظمین جناب حافظ اقبال قریشی صاحب، معاونین مولانا عمیر صاحب اور مولانا عبدالحسیب صاحب برابر قدم قدم ہماری رہنمائی اور خیال رکھ رہے تھے۔ ہر ایک کے ساتھ نہایت خوش خلقی اور خندہ پیشانی سے پیش آ رہے تھے۔ ہر ایک کی ضرورت اور سہولت کا مکمل خیال رکھ رہے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا کہ وہ بس ہماری خدمت کیلئے ہی ساتھ آئے ہوئے ہیں۔ انتہائی احترام اور محبت سے ہر ایک کے ساتھ سائے کی طرح لگے ہوئے کہ مبادا کسی کو کوئی تکلیف یا پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اللہ تعالی انہیں اپنی شان کے مطابق نوازے۔

یہاں میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ قائد وفاق اور ہمارے قافلہ کے سالار حضرت مولانا حنیف جالندھری دامت برکاتہم کی شخصیت کے بھی نئے نئے اسرار ہم پہ وا ہوئے۔ ہمیں ان کے مہربانہ برتاؤ، حسن سلوک سے احساس ہوا کہ حضرت واقعی علمائے کرام کی قیادت کی اہلیت رکھتے ہیں۔ پورے سفر میں وہ ہمارے ساتھ پہلے دن سے آخر تک گھلے ملے رہے۔ اپنی شخصیت اور عہدے کو برتاؤ میں بالکل بھی اور ایک لمحے کے لیے بھی حجاب یا آڑ نہیں بنایا۔ ہر ایک کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی سے ملتے رہے۔ ہر ایک کو تپاک سے سینے سے لگاتے۔ یکساں محبت وشفقت سے پیش آتے۔ آقائے دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق سیرت میں آتا ہے کہ ہر صحابی کا یہ گمان وخیال ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بس اسی سے خاص محبت کرتے ہیں اور اسی پر خاص مہربانی وشفقت فرماتے ہیں۔ اس معاملے میں حضرت قائد وفاق دامت برکاتہم بھی ماشاء اللہ سنت رسول پہ عامل نظر آئے۔ اس سفر کے دوران ہم نے قدم قدم پر آپ کی تواضع، توازن، ملن ساری، سب کو ساتھ چلنے کی صلاحیت کا قریب سے اور بار بار مشاہدہ کیا اور ہمیں یقین ہوا کہ یہی رخت سفر میر کارواں کیلئے۔ غالبًا سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ کسی کی شخصیت کی زشت وخوب اور اخلاق کے حسن و قبح کا تجربہ کرنا ہو تو اس کے ساتھ معاملہ یا سفر کر کے دیکھا جائے۔ ہم نے اس سفر میں حضرت قائد وفاق کو بہت قریب سے دیکھا اور ہر پیمانے اور زاویے سے آپ کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان جیسے منظم اور شاندار ادارے کی قیادت و رہبری کا اہل پایا۔ دل سے دعا نکلتی رہی کہ اللہ تعالی حضرت قائد وفاق کو سدا سلامت با کرامت رکھے۔ قدم قدم پر بلندیوں، کامرانیوں اور عزتوں سے سرفراز فرمائے (آمین) ہمیں امید ہے کہ ان شاء اللہ حضرت مولانا حنیف جالندھری صاحب دامت برکاتہم کی قیادت میں مدارس دینیہ بحرانوں اور مشکلات کی دلدل سے سرخرو نکلیں گے۔

عصر اور مغرب کا درمیانی وقت تھا۔ ہم عصر ادا کر کے حسب ترتیب فوری یہاں سے نکلے اور

بسوں پر سوار ہو گئے۔ بتاتا چلوں کہ کورونا وائرس کی عالمگیر وبا کی پابندیوں کی وجہ سے پورے ترکی میں شام سات بجے ہی تمام بازار اور زندگی کی دوسری اجتماعی گہما گہمیاں اور سرگرمیاں بند ہو جاتی ہیں، ترک انتہائی منظم، ڈسپلنڈ، قانون کے پابند و پاسدار اور مہذب قوم ہیں۔ کورونا وبا کے مقابل بھی وہ اپنی ان بہترین عادات و خصلتوں کے ذریعے کامیابی سے کھڑے ہیں اور ہر پابندی کو خوبصورت طریقے سے فالو کرتے ہیں۔ منتظمین نے اس صورت حال کے پیش نظر سات بجے سے پہلے ہی قریب ہی ایک ترکش ہوٹل میں ترک کھانوں سے عشائیہ کا پرتکلف اور شاندار انتظام کیا تھا۔ گویا یہ ایسا عشائیہ تھا جو سر شام ہی نوش جان کر لیا گیا۔ کھانے میں ترکی کی روایتی ڈشیں تھیں مگر ایسا بہترین ذائقہ تھا کہ سب انگلیاں چاٹتے رہ گئے۔ ترک چاول، ترک گوشت، طرح طرح کی سلاد، رائتے اور کھانے سے پہلے مختلف مشروبات، سوپ سمیت متعدد انواع کے اسٹارٹرز۔ الغرض اللہ کی ہر لذیذ اور شاندار نعمت دسترخوان پر چن دی گئی تھی۔ ہم بھی کافی گھوم پھرنے کی وجہ سے شدید بھوک محسوس کر رہے تھے۔ دسترخوان چن دیا گیا تو بھوک مزید چمک اٹھی اور الحمد للہ سب نے بہت سیر ہو کر اللہ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوئے۔ کھانے سے فارغ ہو کر ہم بسوں میں بیٹھ گئے اور اسی روٹ پر سفر کرتے ہوئے کچھ ہی دیر میں دوبارہ اپنے ہوٹل پہنچے جہاں سے ہو کر ہم صبح سیر کو نکلے تھے۔

ہوٹل میں ہمیں منتظمین اور رہبر کی طرف سے بتایا گیا کہ صبح ہمیں جلدی اٹھنا ہوگا۔ ہمیں بتایا گیا کہ سویرے ناشتے کے بعد استنبول کے پرنس آئی لینڈ کی سیر کیلئے جائیں گے، چنانچہ تمام ساتھی اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے اور ضروری رابطوں اور ہلکی پھلکی مصروفیات اور معمولات نمٹانے کے بعد آرام کیا۔ چونکہ ہم پاکستان سے یہاں پہنچنے کے بعد بغیر آرام کیے مسلسل سفر و سیاحت میں مشغول رہے اس لئے جسم پر شدید تھکن کے آثار تھے اور انگ انگ سکون اور آرام کی طلب کر رہا تھا، چنانچہ ضروری معمولات نمٹا کر بستر پہ پڑتے ہی پرسکون نیند نے آ لیا۔ اس کے ساتھ ہی ترکی میں ہمارا پہلا نہایت خوشگوار دن اپنے اختتام کو پہنچا۔

صبح نماز فجر کے وقت ہماری آنکھ کھل گئی۔ یہ تیس مارچ اور ترکی میں ہمارے دوسرے دن کا سر آغاز تھا۔ ایک طویل سفر کر کے ترکی پہنچنے کے بعد ہم آرام کئے بغیر بس ذرا سا ستا کر زیارات کیلئے نکل کھڑے ہوئے تھے اور دن بھر زیارات اور سیاحت کے بعد اس حال میں کمروں میں آن پہنچے تھے کہ سب اچھی طرح تھکن سے چور چور ہو چکے تھے۔ شدید تھکاوٹ کی حالت میں ہوٹل کا نہایت آرام دہ گوشہ اور اس کا موسم کے مطابق نہایت کمفرٹ اور نرم و گداز بستر میسر آیا تو معمولات

سے فارغ ہوکر دراز ہوتے ہی ایسی نیند آ گئی کہ لمحوں میں ہم پرسکون خواب کی حسین وادی میں پہنچ گئے اور صبحدم اللہ کی توفیق سے اس طرح بیدار ہوئے کہ تھکاوٹ کی ایک رمق تک باقی نہیں رہی تھی۔ تکان کی بدولت ایسی دلنشین نیند نے ہمیں آلیا تھا کہ تھکاوٹ کے ساتھ ساتھ تمام فکروں سے بھی ہم آزاد ہوگئے تھے، چنانچہ صبح اٹھ کر پہلے تو خودکو حیرت سے ٹٹولا کہ یہ ہم کہاں آ گئے ہیں، پھر یہ سوچ کر اچھی طرح آنکھیں ملنے لگے کہ کہیں خواب کی دنیا میں تو نہیں ہیں۔ جلد ہی ہمیں یاد آیا کہ ہم تو استنبول میں موجود ہیں اور ساتھ ہی اس بے فکری کی نیند پہ ہلکا سا تبسم ڈال دیا جو گویا بیداری کے بعد ہماری پائنتی پر کھڑی ہمیں الوداع کہہ رہی تھی۔ ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا، اس کی تحمید و بزرگی کا دل ہی دل میں اقرار بجالایا اور کپڑے جھاڑ کر نماز کی تیاری کرنے لگے۔

ہمیں تاکید تھی کہ سویرے اٹھ کر ناشتے کیلئے لابی میں اکٹھے ہونا ہے۔ ہاتھ منہ دھو وضو کرکے اطمینان سے نماز ادا کی اور نماز سے فارغ ہوکر اپنے کمرے کے ساتھیوں کے ہمراہ ہوٹل کی لابی میں پہنچے۔ جہاں تقریبا تمام ساتھی پہنچ چکے تھے، جبکہ کچھ ابھی آ رہے تھے۔ کچھ ہی دیر بعد تازہ تازہ ناشتہ ہمارے سامنے چن دیا گیا۔ ناشتہ کیا تھا، یوں سمجھئے صبح کی مناسبت سے فرحت افزا نعمتوں کا خوان بڑے سلیقے سے سجایا گیا تھا۔ ناشتہ بھی عشائیے کی طرح مقامی روایت کی خوشبو اور ذائقے سے آراستہ تھا۔ ترک حضرات ناشتے میں ہمارے گوجرانوالہ یا لاہور کے پہلوانوں کی طرح ناشتے کے نام پر کھانا نہیں کھاتے۔ جس طرح ان کے کھانے سادے مگر متنوع ہوتے ہیں، ایسا ہی ان کا روایتی ناشتہ بھی ''غیر روایتی'' ہوتا ہے۔ اس میں زیادہ تر ویجیٹیبل، پھل، فریش جوسز اور ترک چائے شامل ہوتی ہے۔ یہی سبھی کچھ ناشتے کیلئے ہمارے سامنے بھی دھرا ہوا تھا۔ ماشاء اللہ کسی اعلیٰ پنج ستارہ ہوٹل کی طرح سلیقے، ذائقے اور معیار سے بھرپور ناشتے کا انتظام اور انتخاب تھا، جسے سیری کے ساتھ نوش جاں کیا گیا۔ کوئی جلدی نہیں تھی، سکون سے سب حضرات نے روایتی ترک ناشتہ کیا۔ تیاری ہم صبح اٹھ کر ہی کرچکے تھے۔ ناشتے سے فارغ ہوکر ہم واپس کمرے میں آئے اور سفر کیلئے ضروری دستی سامان اٹھا کر ہوٹل کی لابی میں آ گئے۔

نوٹ: ماہنامہ ''الحق'' کے خریدار حضرات سے التماس کی جاتی ہے کہ ملک میں ریکارڈ توڑ مہنگائی کے باعث مجبوراً ''الحق'' مجلّہ کے زرسالانہ ۴۰۰ روپے کے بجائے ۵۰۰ سو روپے کی جارہی ہے۔ امید ہے کہ آپ نشرواشاعت دین میں اپنا حصہ حسب سابق ڈالتے رہیں گے

رابطہ نمبر: 0315-9898998 0333-9167789

جناب رشید بنگش
ایم اے، ایل ایل ایم

استاذ العلماء، شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا ظہور الحق صاحبؒ کے احوال و آثار

میں تیرا نام نہ لوں پھر بھی لوگ پہچانیں
کہ آپ اپنا تعارف ہوا بہار کی ہے

تعارف

استاذ العلماء، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا ظہور الحق صاحبؒ ۱۹۲۴ء کو گاؤں دامان تحصیل حضرو ضلع اٹک میں حضرت مولانا مفتی عبدالدیان صاحبؒ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم حضرت مولانا مفتی عبدالدیان صاحبؒ بھی ایک عالم دین تھے اسی لئے حضرت مولانا ظہور الحق صاحب ''صاحبِ حق'' کے نام سے مشہور تھے آپ کے دادا جان حضرت مولانا عبداللہ جی صاحبؒ بھی ایک عالم دین تھے۔ آپ کے دادا جان (مولانا عبداللہ جی صاحبؒ) کانڑاں غربند (سوات) سے پرنسپل انوار اللہ صاحب اور ماسٹر امین اللہ صاحب کے دادا جان (حضرت مولانا موسیٰ خان صاحبؒ) کے پاس پڑھنے کے لئے تشریف لائے۔ مولانا موسیٰ خان صاحبؒ نے اپنی بیٹی ان کو نکاح میں دیدی اور پھر وہ یہیں کے ہو کر رہ گئے اور کانڑاں ملا کے نام سے مشہور ہوئے۔ استاذ العلماء، شیخ الحدیث و التفسیر حضرت مولانا ظہور الحق صاحبؒ رشتے میں میرے ماموں اور میری بیگم کے سگے خالو لگتے تھے اور ہم تمام رشتہ داروں میں بڑے ابا جی کے نام سے مشہور تھے اور میری امی اور میری ممانی (جو اُن کی بڑی سالی بھی ہیں) کبھی صاحبِ حق صاحب اور کبھی پیار سے ھٹہ لالہ کہتی تھیں۔ حضرت مولانا ظہور الحق صاحبؒ، حضرت مولانا مفتی عبدالدیان صاحبؒ کے بڑے صاحبزادے تھے۔

حضرت مولانا ظہور الحق صاحبؒ کے چھوٹے بھائی حافظ نور الحق صاحب حافظ قرآن، باعمل اور نیک انسان تھے۔ پیشے کے لحاظ سے وہ طب سے منسلک تھے۔ انہی کے بڑے بیٹے ڈاکٹر فہیم الدین صاحب جو قاری سعید الرحمان صاحبؒ کے داماد اور ڈاکٹر قاری عتیق الرحمان صاحب امیر جے یو آئی

(ف) پنجاب ہیں ان کے بہنوئی ہیں۔ڈاکٹر فہیم الدین صاحب بھی اپنے والدمحترم کی طرح ایک درد دل رکھنے والے نیک صورت، نیک سیرت انسان ہیں۔

تعلیمی سفر

حضرت مولانا ظہورالحق صاحبؒ نے پانچویں تک تعلیم اپنے گاوں دامان کے گورنمنٹ پرائمری سکول سے حاصل کی۔ ناظرہ قرآن کریم بھی اپنے گاوں کی مسجد میں پڑھا اس کے بعد اپنے چچا حضرت مولانا امین الحق صاحبؒ جو ڈاکٹر ضیاء الحق صاحب کے والدمحترم ہیں اور مدرسہ امداد الاسلام صدر بازار میرٹھ میں درس نظامی پڑھ رہے تھے وہ حضرت مولانا ظہورالحق صاحبؒ کو اپنے ساتھ میرٹھ لے گئے اور میرٹھ سے حضرت مولانا اختر شاہ امروہیؒ سے درس نظامی کا آغاز کیا(ملاّ نظام دین کی طرف منسوب ہے)۔حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ بھی وہیں پڑھاتے تھے اور دونوں کا آپس میں گہرا تعلق تھا۔

حضرت مولانا ظہورالحق صاحبؒ نے ابتدائی کتب صرف ونحو، ہدایۃ النحو کتب میرٹھ شہر میں پڑھیں، اسی دوران ان کے چچا دورہ حدیث کر کے فارغ ہوگئے اور اِنہیں بھی اُن کے ساتھ واپس آنا پڑا۔گاؤں دامان واپس آکر پھر کچھ ابتدائی کتب اپنے والد صاحبؒ سے پڑھیں اس کے بعد گجرات تشریف لے گئے اور فنون کی اکثر کتب حضرت مولانا عبدالقدیرؒ مومن پوری سے دوسال کے عرصے میں پڑھیں۔

اُنہی ضلع گجرات(اب منڈی بہاء الدین) میں حضرت مولانا ولی اللہؒ کے ہاں بھی زیر تدریس رہے۔ پھر موقوف علیہ والے سال دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور وہاں پر مقامات، مشکوٰۃ شریف اور ریاضی وغیرہ کی کتب پڑھیں۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مشکوٰۃ شریف میں اُن کے استاد تھے۔یہ تقریباً ۱۹۴۷ء کی بات ہے جب پاکستان، ہندوستان دو الگ الگ ریاستیں بن گئیں اور حضرت شیخ صاحب کو واپس آنا پڑا اور پھر واپس آکر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں داخلہ لے لیا اور حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ سے دستارِفضیلت اور سندِفراغت ۱۹۴۹ء میں حاصل کی۔ آپ نے جن اساتذہ کرام سے فیض حاصل کیا اُن میں ان کے اپنے والدمحترم حضرت مولانا مفتی عبدالدیان صاحبؒ ،حضرت مولانا اختر حسین شاہ صاحب امروہیؒ، حضرت مولانا ولی اللہ صاحبؒ گجرات، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ دیوبند اور حضرب مولانا عبدالحق صاحبؒ اکوڑہ خٹک شامل ہیں۔

تدریسی خدمات

آپؒ نے اکوڑہ خٹک سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد جامعہ اشرفیہ لاہور میں تقریباً ۲ سال پڑھایا لیکن خرابی صحت کی بناء پر آپؒ کو وہاں سے گاؤں آنا پڑا اور قریب میں گاؤں کا ملپور موسیٰ کے مدرسہ جامعہ تعلیم الاسلام میں تقریباً ۶ سال تک پڑھایا۔ اس کے بعد پھر جامعہ مدنیہ لاہور پڑھانے کیلئے تشریف لے گئے اور تقریباً ۱۶ سال تک وہاں پڑھاتے رہے اور یہاں دورہ حدیث تک کی کتب پڑھائیں اور پھر اس کے بعد اپنی مسجد اور بیٹھک میں آخری دم تک اسباق پڑھاتے رہے۔

ملی خدمات

آپؒ مولانا مفتی محمودؒ کے خاص ساتھیوں میں سے تھے۔ آپ نے ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور گلی گلی محلے محلے میں ختم نبوت کا پیغام پہنچایا اور اسی کی پاداش میں ۲ ماہ جیل میں گزارے۔ آپ کا تعلق جمیعت علمائے اسلام سے تھا اور آخری وقت تک اسی دینی جماعت کے ساتھ منسلک رہے فرمایا کرتے تھے "اس جماعت کے پلیٹ فارم سے کی جانے والی کوششوں کو میں موثر سمجھتا ہوں" اور اکثر محفل میں یہ جملہ ارشاد فرماتے کہ "مجھے جمیعت کے پرچم میں کفن دیا جائے" یہ آپ کا جمیعت سے والہانہ پن اور محبت تھی۔ آپ نے ۱۹۴۷ء کی تحریک آزادی میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

حضرت مولانا ظہور الحق صاحبؒ ضلع اٹک، راولپنڈی، چکوال، جہلم اور کے پی کے کے علاقوں میں ہر دینی اجتماع میں صدر مجلس ہوا کرتے تھے۔ پیرانہ سالی کے باوجود علاقے کے ہر جنازے میں شرکت اپنا فرضِ اولین سمجھتے تھے۔ مارچ سن ۲۰۲۰ء میں راشد علیزئی جنرل سیکرٹری جمیعت علمائے اسلام اٹک کی وفات پر باوجود شدید علالت کے تیسرے روز دعا کے لئے حضرو تشریف لائے۔ اپریل سن ۲۰۲۰ء میں جب میری بہن کا جنازہ تھا تو باوجود علالت اور تکلیف کے کرسی پر بیٹھ کر جنازہ پڑھایا تھا۔ علاقے کے لوگ ان سے نکاح پڑھوانا اپنی خوش بختی سمجھا کرتے تھے۔ ایسی مہرباں اور شفیق شخصیت کو بھلانا بہت مشکل ہے۔

سانحہ رحلت

آپ شب جمعہ ۸/اپریل ۲۰۲۱ء بمطابق ۲۵ شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ کو دار فانی سے کوچ کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور اگلے دن بروز جمعہ دن دس بجے آپ کی نماز جنازہ

اکوڑہ خٹک کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ شہید کے بھائی حضرت مولانا انوار الحق صاحب نے پاکستان بھر سے ہزاروں سوگواروں، اہلِ علاقہ اور کثیر تعداد میں ان کے شاگردوں کی موجودگی میں پڑھائی۔

نماز جنازہ پڑھنے سے قبل عوام کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر آپ کے جسد خاکی کی زیارت کر رہا تھا آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے قومی اسمبلی میں جے یو آئی (ف) کے پارلیمانی لیڈر، مولانا فضل الرحمن صاحب کے بیٹے مولانا اسعد محمود صاحب اور ان کے علاوہ مولانا مفتی رضاء الحق صاحب، مولانا قاری ڈاکٹر عتیق الرحمن صاحب، شیخ الحدیث مولانا یوسف شاہ صاحب، مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی صاحب، شیخ الحدیث مولانا امتیاز خان صاحب، مولانا عرفان الحق صاحب اکوڑہ خٹک، مفتی تاج الدین ربانی صاحب، مفتی امیر زمان صاحب، مولانا محمد نعیم قاسمی صاحب اور مولانا محمد مسعود اختر ضیاء صاحب تشریف لائے ان سب حضرات نے مولانا ظہور الحق صاحبؒ کی نماز جنازہ سے پہلے ان کی زندگی پر روشنی ڈالی اور ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

اس موقع پر علماء کرام نے استاذ العلماء، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا ظہور الحق صاحبؒ کے صاحبزادے مولانا جسیم الدین کو ان کا جانشین مقرر کرتے ہوئے ان کی دستار بندی کی۔ دستار بندی کے بعد نماز جنازہ پڑھائی گئی جس کے بعد منکسر المزاج ایک عالم باعمل ایک رہبر ردائے خاک اوڑھ کر اہل علاقہ، رشتہ داروں اور شاگردوں کی آہوں اور سسکیوں میں ابدی نیند سو گیا۔ موت کی اٹل حقیقت سے ہر کوئی آگاہ ہے اور ہمیں علم بالیقین ہے کہ ہر آنے والے انسان نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔ کثیر تعداد میں علمائے کرام کا جنازہ میں شرکت کرنا اور بعد میں تعزیت کے لئے آنا اس بات کا ثبوت ہے کہ آپؒ ایک بہت بڑے عالم دین اور بہت بڑی شخصیت کے مالک تھے۔

مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب جنازہ میں شرکت نہ کر سکے جبکہ وہ دوسرے دن تعزیت کے لئے تشریف لائے اور انہوں نے ایک حدیث شریف کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کی اِن جیسی ہستیاں جن راستوں پر چلتی تھیں آج وہ نہیں ہیں تو وہ راستے اُن راستوں کے پتھر، درخت اور پتے بھی ان کیلئے پریشان ہوتے ہیں انہوں نے حضرت کے مشن پر کاربند رہنے پر زور دیا۔ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب بوجہ علالت جنازہ میں شرکت نہیں کر سکے لیکن چند دن کے بعد تعزیت کے لئے دامان تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے ہمیشہ شیخ الحدیث حضرت مولانا ظہور الحق صاحبؒ کو ذاتی مفادات اور اغراض سے بالاتر پایا۔

اولاد

حضرت مولانا ظہور الحق صاحبؒ کے پانچ بیٹے ہیں جن میں ۳ حافظِ قرآن ہیں حافظ اظہار الحق، حافظ ابرار الحق اور حافظ محمد زبیر یہ تینوں بیٹے امریکہ میں مقیم ہیں اور ایک بیٹا محمد نفیس انگلینڈ میں ہے اور ایک عالم دین مولانا جسیم الدین صاحب ہیں جو پاکستان میں ہیں جن کی دستار بندی شیخ صاحبؒ کے جنازہ سے پہلے کی گئی۔

تجھے ڈھونڈوں کہاں!

استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا ظہور الحق صاحبؒ انتہائی حلیم دل، سادہ طبع اور خلوص سے بھرپور شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کی شخصیت میں اللہ عزوجل نے اتنے اوصاف اور خوبیاں پیدا کر رکھی تھیں جن کا یہاں احاطہ کرنا مشکل ہے بلکہ اس پر ایک ضخیم کتاب مرتب کی جا سکتی ہے۔ آپ اخلاص وللّٰہیت، تواضع و انکساری کا مجسم پیکر تھے۔ باوجود تین بیٹوں کے امریکہ اور ایک بیٹے کے انگلینڈ میں رہائش پذیر ہونے کے، آپ کا طرزِ رہائش تکلفات سے پاک، انتہائی سادہ تھا جس کا آج کے دور میں تصور بھی شاید ممکن نہیں۔ جب وہ کسی سے مصافحہ یا معانقہ کرتے تھے تو پہلے مسکراتے تھے بعد میں مصافحہ یا معانقہ کرتے تھے محفل میں جتنے بھی لوگ ہوں ہر ایک کے ساتھ اُن کا یہی رویہ ہوتا تھا ہر ایک سے شفقت اور پیار سے پیش آتے تھے ہم سب کو بچو کہہ کر پکارتے تھے۔

ایسے لوگوں کا دنیا سے چلے جانے کے بعد ہمارے پاس اس کے سوا اور کچھ نہیں رہ جاتا کہ ہم بچشمِ نم ان کے لئے دعائے مغفرت کریں انہیں اچھے الفاظ سے یاد کریں اور ان سے وابستہ یادوں کو تازہ کریں۔ بعض ایسے لوگ بھی ہم سے رخصت ہو جاتے ہیں کہ جن کے اٹھ جانے کے بعد ہم خود کو تنہا محسوس کرتے ہیں۔ وہ اپنے پیچھے حقیقتاً خلاء چھوڑ جاتے ہیں، ایک ایسا ہولناک خلاء جس میں ڈر لگنے لگتا ہے، تنہائی مزید بڑھ جاتی ہے اور انسان اپنے آپ کو بے سہارا محسوس کرنے لگتا ہے کسی ایسے آدمی کے چلے جانے سے ہی پتہ چلتا ہے کہ ہمارے ہاں قحط الرجال کس قدر تیزی سے پھیلتا جا رہا ہے۔

پچھلے ایک دو سالوں میں جید علماء کرام جن میں حضرت مولانا زرولی خانؒ، شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا غلام حبیب صاحبؒ، حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحبؒ، شیخ ا لحدیث والتفسیر حضرت مولانا ظہور الحق صاحبؒ، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحبؒ کا سایہ

ہمارے سروں سے اٹھ جانا ایسا ہے جیسے ہمیں کچھ اچھے لوگ کوٹے میں ملے تھے اور ہمارا کوٹا ختم ہو گیا ہے۔کوئی سوسائٹی روپے پیسے کی کمی سے دیوالیہ یا فقیر نہیں ہوتی بلکہ اس سے تو بگڑتی ہے البتہ ان جیسے علماء کرام کے اٹھ جانے سے معاشرہ روحانی طور پر ادھورا اور فاقہ زدہ ضرور ہو جاتا ہے۔

حضرتؒ کے چلے جانے کے بعد یقیناً ہم اداس ہیں۔حضرتؒ کی یاد ستاتی ہے صبح وشام ان کا تذکرہ چلتا ہے مولانا ظہورالحق صاحبؒ کو کبھی بھی بھلایا نہیں جا سکتا۔حضرت مولانا ظہورالحق صاحبؒ کی وفات سے دل بوجھل ہے لیکن یہ اللہ کی رضا ہے جس کے آگے ہم سر تسلیم خم کرتے ہیں کیونکہ ہم سب نے لوٹ کر اسی کی طرف جانا ہے۔حضرت مولانا ظہورالحق صاحبؒ کی وفات کے بعد ایسی بے مثال شخصیت کی کمی کا ہمیشہ شدت کے ساتھ احساس رہے گا۔اللہ تعالی حضرت مولانا ظہورالحق صاحبؒ کو غریق رحمت کرے اور جنت الفردوس میں جگہ دے (آمین)

حضرت کی جدائی میں ہمارے ساتھی جنید اشفاق سکنہ تاجک،تحصیل حضرو،ضلع اٹک کے لکھے گئے درج ذیل اشعار یقیناً ہم سب کے جذبات کی ترجمانی ہے۔

جذبات میں گم ہے مرے لفظوں کی زباں آج
دم توڑ رہے ہیں سبھی مضموں و بیاں آج

دل، آنکھ، جگر ہائے سنبھالے نہیں جاتے
دیکھے نہیں جاتے ہیں یہ ویران مکاں آج

اک شخص سے رونق تھی مرے شہر میں برسوں
ملتے نہیں اس شخص کے پاؤں کے نشاں آج

جس بزم میں ملتا تھا وہ ہنستا ہوا چہرا
اس بزم میں ملتی ہے فقط آہ و فغاں آج

ویراں تری مسجد، ترا حجرہ، ترا دامان
اے شیخ! ترے گھر میں ہے وحشت کا سماں آج

رہبر تری آغوش میں پلتے تھے ہزاروں
ہے ان کے سروں پر بھی یتیمی کی خزاں آج

قرآن کی تکمیل کی تقریب سجی ہے
مسند تری خالی ہے، بتا! تو ہے کہاں آج

صحبت مرے اسلاف کی ہے میرا خزانہ
ہونے لگا مفلس مرے اندر کا جہاں آج

برسی ہیں جنید آج کسی کے لئے آنکھیں
الفت مرے من کی ہوئی اشکوں سے عیاں آج

مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی
استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم حقانیہ کے قدیم فاضل
حضرت مولانا عبدالقادر حقانی کا تذکرہ

گزشتہ سال سے سینکڑوں اہلِ علم وفضل اس فانی دنیا کو سدھار گئے، ان میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے قدیم فاضل حضرت مولانا عبدالقادر حقانی بھی شامل ہیں، آپ نے ۲۹؍رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا عبدالقادر حقانی کا تعلق پٹھانوں کے مشہور قبیلے وردگ سے تھا، آپ ۱۹۴۰ء کی دہائی میں ضلع اپر دیر ''چم'' میں جناب سیف الرحمان کے گھر پیدا ہوئے، ابتدائی مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے لیے آپ چارسدہ کے مشہور عالمِ دین حضرت مولانا عبدالمالک کے پاس تشریف لائے، ان سے ابتدائی تعلیم حاصل کی، اور سرڈھیری میں قیام فرمایا، بعد ازاں پاکستان کلے چارسدہ منتقل ہوئے اور وہیں امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے رہے، نیز علمی پیاس بھی بجھاتے رہے، بالآخر فنون کی کتابوں کی تکمیل کے بعد جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور ۱۹۷۰ء میں سند فراغت حاصل کی، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے قیام کے دوران شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ، صدرالمدرسین حضرت مولانا عبدالحلیمؒ، شہید مظلوم حضرت مولانا سمیع الحقؒ، حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہؒ، حضرت مولانا مفتی محمد فریدؒ اور حضرت مولانا سلطان محمودؒ جیسے اساطینِ علم سے استفادہ کرتے رہے۔

مولانا عبدالقادرؒ کو اپنے مادرِ علمی اور مشائخ سے بے پناہ محبت تھی، احقر جب بھی ملاقات کے لیے حاضر ہوتا تو اپنے مشائخ کا تذکرہ فرماتے رہے۔ حضرت الاستاد، شارح صحیح مسلم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ کا ذکر خیر بھی اکثر فرماتے، بلکہ ان کے ساتھ اور خاندان حقانی کے ساتھ تو خاندانی مراسم تھے۔

۱۹۷۱ء میں مولانا مرحوم نے محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کی اور اسلامیات ودینیات کے استاد مقرر ہوئے، شروع اپر دیر کے اسکولوں سے کی، بعد میں تبدیلیاں ہوتی رہیں، یہاں تک کہ

۱۹۷۳ء میں گورنمنٹ ہائی اسکول خویشگی پایان ضلع نوشہرہ میں تبدیل ہوئے اور ۱۹۷۷ء تک وہیں رہے، بعدازاں گورنمنٹ ہائی اسکول رشکئی نوشہرہ میں تعینات ہوئے اور ۱۹۹۹ء تک وہیں رہے اور وہیں سے ریٹائرمنٹ لی۔

ملازمت کے دوران مولانا مرحوم جہاں بھی رہے وہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مسجد میں امامت اور بچوں کو قرآن پاک اور ابتدائی مذہبی تعلیم دیتے رہے۔قرآن مجید سے بے انتہا محبت تھی، ہر وقت تلاوت میں مصروف رہتے،جس کی وجہ سے قرآن شریف کا اکثر حصہ زبانی یاد ہو چکا تھا۔قرآن مجید کی تفسیر پر بھی دسترس حاصل تھا،اور کئی نکات اور نادر تفاسیر بیان کرتے۔عربی تفاسیر کے ساتھ ساتھ ''معارف القرآن'' از مفتی محمد شفیعؒ کا مطالعہ بھی فرماتے تھے۔

سنت کے مطابق زندگی گزارنے پر آخر تک کارفرما رہے،مسنون دعائیں، منزل ،دلائل الخیرات وغیرہ کا معمول تھا۔وطن عزیز پاکستان کی سلامتی واستحکام کے لیے اکثر دعا گو رہتے تھے،اللہ کے احسانات، اساتذہ کرام کی دعاں، شفقتوں، عنایتوں اور مہربانیوں کا بار بار تذکرہ فرماتے۔

مولانا مرحوم گوشہ نشینی کو پسند فرماتے،شہرت سے کوسوں دور تھے،اپنے عزیز واقارب میں جو غریب ہوتے ان کی مدد فرماتے،خود زاہدانہ زندگی گزارنے کو پسند فرماتے تھے۔آپ کی زندگی صبر و شکر ،قناعت اور سادگی کا نمونہ تھی، آپ کے دوسرے برخوردار جناب احتشام اللہ جان صاحب راوی ہیں: کہ والد گرامی صبر وشکر اور قناعت و سادگی کا نمونہ تھے،قلیل ماہانہ پنشن پر گزارہ فرماتے، بندہ جب پنشن بینک سے لاتا اور والد صاحب کے حوالے کرتا تو بہت ساری دعاں سے نوازتے۔

مولانا مرحوم مستجاب الدعوات بزرگ تھے، جناب احتشام اللہ جان کے بقول میری زندگی میں والد صاحب کی دعاؤں کا زبردست اثر ہے، مجھے کئی پیچیدہ محاذوں پر لاتعداد کامیابیاں ملی ہیں۔

احقر راقم الحروف سے بھی اپنے بچوں جیسا معاملہ فرماتے تھے،احقر نے جب جناب میجر (ر) ڈاکٹر مقدس اللہ جان (قرطبہ یونیورسٹی پشاور) کے ساتھ مل کر سہ ماہی ''الزیتون'' مردان جاری کرنے کا ارادہ کیا،تو ان سے سرپرستی کی درخواست کی جو انہوں نے قبول فرمائی اور ڈھیر ساری دعاں سے نوازا۔پھر جب بھی نیا شمارہ ان کی خدمت میں پیش کیا جاتا تو بہت خوشی کا اظہار فرماتے۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئے اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

مولانا مرحوم کے چھ بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں جن کی مولانا نے بہت اچھی تربیت فرمائی ہے،

سب اولاد کو دینی اور دنیوی علوم سے مالا مال کیا ہے، صاحبزادوں میں سب سے بڑے جناب نعیم اللہ جان صاحب ہیں جو حال ہی میں نیشنل بینک آف پاکستان سے بحیثیت نائب صدر (وائس پریزیڈنٹ) ریٹائر ہوئے اور اب قرطبہ یونی ورسٹی پشاور سے ایم ایس منیجمنٹ سائنسز کر رہے ہیں۔ دوسرے دوسرے صاحبزادے جناب احتشام اللہ جان صاحب ہیں، جو علمی اور ادبی شخصیت ہیں، انہوں نے ۲۰۰۹ء میں پاکستان پوسٹ آفس ڈیپارٹمنٹ سے بحیثیت ہیڈ اسسٹنٹ ریٹائرمنٹ حاصل کی اور اب مردان کے ایک پرائیویٹ ٹیکنیکل کالج میں بحیثیت لیکچرر وانسٹرکٹر کے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ تیسرے صاحبزادے جناب میجر (ر) ڈاکٹر مقدس اللہ جان صاحب ہیں جو احقر کے طالب علمی کیساتھی ہیں، پشاور یونیورسٹی سے اسلامیات میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، ان کا مقالہ "جدیدیت وعالمگیریت؛ اسلام کے تناظر میں" کے موضوع پر تھا، مقالہ اپنے موضوع پر بہت ہی اہم ہے، ڈاکٹر صاحب نے موضوع کے تمام اطراف کو نہایت اچھے انداز میں پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب بے نظیر بھٹو یونیورسٹی شرینگل دیر میں اسلامیات ڈیپارٹمنٹ کے چیرمین رہے، اور اب قرطبہ یونی ورسٹی میں اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدے پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ چوتھے صاحبزادے جناب نعمان اللہ جان صاحب ہیں، آپ بھی نہایت ذوقی آدمی ہیں، کچھ عرصہ سعودی عرب میں بھی رہے، اب قرطبہ یونیورسٹی سے منیجمنٹ سائنس میں پی ایچ ڈی کرر ہے ہیں۔ پانچویں نمبر پر جناب مفتاح اللہ جان صاحب ہیں، آپ نے حال ہی میں بے نظیر بھٹو یونیورسٹی شرینگل دیر سے اسلامیات میں ایم فل کی ڈگری حاصل کی، آپ کا مقالہ علامہ شامی کے تین رسالوں کا ترجمہ وتحقیق تھا۔ آپ مردان کے جی پی او میں پوسٹل کلرک کے عہدے پر کام کرر ہے ہیں۔ چھٹے صاحبزادے فرحت اللہ جان صاحب ہیں، آپ ایم اے اسلامیات ہیں اور گھریلو ذمہ داریاں بخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔ سب صاحبزادے دارالعلوم حقانیہ سے نہایت محبت رکھتے ہیں۔

مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ واقعتاً اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، ان سے کئی خوشگوار یادیں وابستہ ہیں، کئی دفعہ نہایت مفید مشوروں اور نصائح سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ ان کی کامل مغفرت فرمائے، اعلیٰ علیین میں جگہ نصیب فرمائے اور ان کے برکات سے ان کے خاندان صاحبزادگان اور خدام کو محروم نہ فرمائے۔ آمین

صاحبزادہ عبدالحق ثانی

دارالعلوم کے شب و روز

حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات

☆ حضرت مہتمم صاحب وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عمومی کے اجلاس کے لیے لاہور تشریف لے گئے اور اجلاس کی صدارت فرمائی، جس میں حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندرؒ کی وفات سے خالی ہونے والی صدر وفاق کی نشست پر شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثانی صاحب کو اتفاق رائے سے صدر اور حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ کو سینئر نائب صدر منتخب کرلیا گیا۔

۱۸رستمبر: جامعہ اشرفیہ لاہور میں ماہنامہ "الحسن" کی خصوصی اشاعت بیاد مولانا عبد الرحمٰن اشرفیؒ کی تقریب رونمائی میں بطور خاص شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

۲۵رستمبر: معروف عالم دین حضرت مولانا قاضی محمود الحسن اشرف صاحب (مہتمم جامعہ دارالعلوم اسلامیہ مظفرآباد آزاد کشمیر) جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی

۲۶رستمبر: اٹک، حضرو کے علماء حضرت مولانا محمد ادریس صاحب (مہتمم جامعہ عربیہ حضرو) مولانا عبدالوحید (خطیب جامع مسجد امیر حمزہ ایف ٹن اسلام آباد) حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کیلئے دارالعلوم تشریف لائے اور دفتر اہتمام میں حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی۔

۲۸رستمبر: جامعہ بیت العلم کراچی کے فضلاء کے وفد نے حضرت مہتمم صاحب سے ان کے دفتر میں ملاقات کی اور انہیں اجازت حدیث سے نوازا۔

۵رستمبر: جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی رہنما مولانا عبدالسلام فانی صاحب اور مولانا شبیر احمد صاحب نے حضرت مہتمم صاحب ان کے دفتر میں ملاقات کی۔

جامعہ حقانیہ کے سہ ماہی امتحانات کا انعقاد

۱۱رستمبر: جامعہ میں سہ ماہی امتحانات کا انعقاد مورخہ ۱۱ستمبر بروز ہفتہ تا ۱۶رستمبر بروز جمعرات ہوا، جس کیلئے کل سات ہال مقرر کئے، حضرت مہتمم صاحب نے تمام امتحانی ہالز کی خودنگرانی فرمائی۔

جامعہ حقانیہ کے سہ ماہی امتحانات کے نتائج اور تقریب تقسیم انعامات

۱۸؍اکتوبر: جامعہ حقانیہ کے سہ ماہی امتحانات کے نتائج اور تقریب تقسیم انعامات ایوان شریعت میں منعقد ہوئی جس میں نمایاں پوزیشن ہولڈرز کو انعامات سے نوازا گیا۔

ملکی و بین الاقوامی معروف صحافی حضرات کو مولانا حامد الحق حقانی صاحب کے انٹرویوز

بی بی سی لندن کے معروف صحافی جان سمپسن ، برطانوی اخبار "دی انڈیپنڈنٹ" ، امریکی اخبار "واشنگٹن پوسٹ" ، اٹالین ٹی وی، اسپین اور جرمنی اور یورپ کے مختلف معروف ٹی وی چینلو کے صحافیوں نے حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ کے انٹرویوز ریکارڈ کئے اور ان سے ملکی و بین الاقوامی بالخصوص افغانستان کے امور پر تفصیلی بات چیت کی۔

ملکی میڈیا کے معروف ٹی وی چینلو جن میں جیو نیوز کے معروف پروگرام "جرگہ" سلیم صافی کے ساتھ، ہم نیوز کے پروگرام "خبر اور تجزیہ" صحافی مزمل سہروردی کے ساتھ، لاہور نیوز کے پروگرام "نیوز نائٹ" صحافی نجم ولی خان کے ساتھ ، اسی طرح خیبر نیوز چینل وغیرہ اور پرنٹ میڈیا کے معروف اخبارات نے بھی مولانا حامد الحق حقانی صاحب کے تفصیلی انٹرویوز ریکارڈ اور نشر فرمائے۔

نائب مہتمم مولانا حامد الحق حقانی صاحب کی مصروفیات واسفار

۲؍ستمبر: والد محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی مدظلہ، امیر جمعیت علمائے اسلام و نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ پشاور تشریف لے گئے جہاں جمعیت علمائے اسلام کی صوبائی شوریٰ کے منعقدہ اجلاس بمقام جامعہ اشرفیہ پشاور میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا۔ اجلاس کے بعد پرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔

یکم ستمبر: پاکستان علماء کونسل کے زیر اہتمام اسلام آباد میں منعقدہ کانفرنس میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

۶؍ستمبر: جمعیت علمائے اسلام کراچی کے اہم رہنما مولانا اقبال اللہ صاحب، اسی طرح جمعیت علمائے اسلام فیصل آباد کے رہنما عبدالسلام فانی، مولانا شبیر احمد عثمانی، جمعیت علمائے اسلام ہنگو کے رہنما مولانا عبدالواحد، سابقہ معروف گلوکار شاہ سوار (جو کہ اب الحمدللہ دعوت و تبلیغ کی بدولت بطور مبلغ و نعت خواں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں) نے بھی والد مکرم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب سے جامعہ حقانیہ میں ملاقات کی۔

۷ر ستمبر: یوم فتح مبین وتحفظ ختم نبوتؐ کے تاریخی دن اوراسی طرح بانی جامعہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کی یوم وفات کی مناسبت سے تقریب سے خطاب فرمایا۔

۸ر ستمبر: ملی مسلم لیگ کے مرکزی جنرل سیکرٹری جناب یعقوب شیخ صاحب نے جامعہ میں تفصیلی ملاقات کی۔

۹ر ستمبر: مولانا حامد الحق حقانی صاحب ایک روزہ پر چکوال تشریف لے گئے جہاں جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی رہنما مولانا عبدالقدوس نقشبندی صاحب سے ان کی بھابھی اور پیر عبدالرحیم نقشبندی صاحب سے ان کی اہلیہ کی وفات پر تعزیت کی۔

۱۲ر ستمبر: ملک کے معروف صحافی جناب رحیم اللہ یوسفزئی کی وفات پر ان کے گاؤں کاٹلنگ مردان تشریف لے گئے اوران کے اہل خانہ سے تعزیت کی۔

☆ پاکستان پیپلز پارٹی کے اہم رہنما جناب رحیم داد خان کی وفات پر ان کے اہل خانہ سے ان کی رہائش گاہ ہاتھیان مردان میں تعزیت کی۔

۱۸ر ستمبر: جامعہ اشرفیہ لاہور میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفیؒ کی یاد میں ماہنامہ ''الحسن'' کی خصوصی اشاعت کی تقریب میں شرکت کی۔

۱۹ر ستمبر: والدمکرم مولانا حامد الحق حقانی مدظلہ وفاق المدارس العربیہ کے اہم اجلاس میں شرکت کے لئے لاہورتشریف لے گئے، جہاں آپ نے وفاق المدارس کے اہم اجلاس میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

۲۳ر ستمبر: پاکستان اورسعودی عرب کے مابین تعلقات کے عنوان سے منعقدہ کانفرنس بمقام سرینا ہوٹل اسلام آباد میں شرکت کی۔

☆ متحدہ جمعیت اہل حدیث کے زیراہتمام منعقدہ کانفرنس بمقام اسلام آباد ہوٹل میں شرکت کی۔

۲۵ر ستمبر: واہ کینٹ، ٹیکسلا میں ''استحکام پاکستان وشہدائے اسلام پاکستان'' کانفرنس میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

۳ر اکتوبر: والدمحترم مولانا حامد الحق حقانی ایک روزہ دورہ پر ہزارہ ڈویژن تشریف لے گئے جہاں انہوں نے بٹگرام اور مانسہرہ میں جمعیت علمائے اسلام کے زیراہتمام ''خدمات حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ'' کے عنوان سے منعقدہ مختلف تقاریب اور جمعیت کے ضلعی اجلاسوں میں شرکت کی اور خطاب فرمایا

۱۳ر اکتوبر: ایک روزہ دورہ پر ضلع چارسدہ تشریف لے گئے جہاں جمعیت علمائے اسلام شبقدر کے

زیر اہتمام ''خدمات مولانا سمیع الحق شہیدؒ'' کانفرنس میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

۱۶/اکتوبر: اکوڑہ خٹک کی خوشحال خان خٹک لائبریری میں جمعیت علمائے اسلام ضلع نوشہرہ کے زیر اہتمام ''خدمات مولانا سمیع الحق شہیدؒ کانفرنس'' کا انعقاد ہوا۔ جس سے حضرت مہتمم مولانا انوار الحق حقانی صاحب و نائب مہتمم مولانا حامد الحق حقانی، مولانا عبدالقیوم حقانی، صوبائی امیر مولانا سید محمد یوسف شاہ، مولانا عرفان الحق حقانی، مولانا سلمان الحق، مولانا عبدالحئ حقانی، مولانا انوار اللہ بادشاہ، مولانا محمد نثار احمد، مولانا قاری محمد اسلم، مفتی حاکم علی، مولانا حکیم محمد امین، مولانا اسامہ سمیع، مولانا بلال الحق، مولانا اسد اللہ حقانی صاحبان اور دیگر نے خطاب کیا۔ کانفرنس میں مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے مشن کو آگے بڑھانے کے عزم کا اعادہ کیا گیا اور اگلے ماہ ۲/نومبر ۲۰۲۱ بروز منگل کو بوقت دو پہر ایک بجے پشاور میں ''خدمات مولانا سمیع الحق شہیدؒ کانفرنس'' کی تیاریوں اور اس میں تمام حاضرین کو شرکت کی دعوت دی گئی جس میں ملک بھر سے سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے قائدین سمیت شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب بطور مہمان خصوصی شرکت کریں گے اور مولانا سمیع الحق شہیدؒ کو ان کے دینی سیاسی، علمی اور جہادی خدمات پر خراج تحسین پیش کریں گے۔ کانفرنس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مہتمم مولانا انوار الحق حقانی کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

وفیات:

۲۳/ستمبر: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معتمد خاص اور قدیم شاگرد حضرت مولانا محمد کریم عرف ڈاگ بابا جی انتقال فرما گئے، مرحوم دارالعلوم کے قدیم مخلص فضلاء میں سے تھے عمر بھر دارالعلوم حقانیہ، حضرت مولانا عبدالحقؒ اور مولانا سمیع الحق شہیدؒ سے وابستہ رہے۔ اپنے بیٹوں کو بھی دارالعلوم حصول علم کے لئے بھیجا۔ پھر آپ کئی دہائیوں تک دارالعلوم کی شوریٰ کے معزز ممبر رہے اور آخر تک دارالعلوم کی خدمت میں مصروف رہے، حضرت مہتمم صاحب موضع ڈاگ ضلع پشاور تشریف لے گئے اور نماز جنازہ پڑھایا اور تعزیتی خطاب فرمایا اور جملہ پسماندگان سے اظہار تعزیت کی۔

۲۵/ستمبر: دارالعلوم حقانیہ کی مجلس شوریٰ کے رکن الحاج محمد جان مرحوم کی دختر کے انتقال پر حضرت مہتمم صاحب نوشہرہ تشریف لے گئے اور نماز جنازہ پڑھایا۔ بعد میں جملہ پسماندگان سے اظہار تعزیت فرمائی۔

۱۶/اکتوبر: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے قریبی عزیز جناب سراج صاحب لوند خوڑ مردان میں وفات پا گئے، نماز جنازہ میں حضرت مہتمم صاحب و نائب مہتمم صاحب نے شرکت کی۔

مولانا محمد اسلام حقانی

تعارف وتبصرہ کتب

● تحفة العلوی شرح جامع الترمذی (جلد دوم)

مؤلف: حضرت مولانا محمد عبدالحق علوی ضخامت: ۴۷۴ صفحات ناشر: مدرسہ نصیریہ غورغشتی 03005369232

جامع للترمذی کی شروحات ہر دور میں علماء ومشائخ لکھ رہے ہیں اور لکھتے رہیں گے، جامع ترمذی کے شروحات کا ایک سنہرا سلسلہ ہے اسی سلسلہ کی ایک کڑی تحفة العلوی ہے جس کے شارح شیخ الحدیث مولانا محمد عبدالحق علوی صاحب ہیں، مولانا موصوف خود ایک بڑے ادارے کے شیخ الحدیث ہیں، ترمذی شریف پڑھاتے بھی ہیں اور شرح بھی لکھتے ہیں۔

زیرتبصرہ کتاب اس شرح کی دوسری جلد ہے جس میں شارح نے باب ماجا فی الغسل من الجنابة سے لے کر باب ماجاء فیمن سمع النداء فلا یجیب تک ۸۶ ابواب کی جامع اور بہترین شرح فرمائی ہے، شارح نے روایت کے الفاظ نقل کرکے ترجمہ کیا ہے، اس کے بعد شرح ہے اور شرح کو ''الف'' اور ''با'' میں تقسیم کرکے ''الف'' میں روات کا تعارف اور ''با'' میں ''بیان لغات'' اور دیگر فنی اور فقہی ابحاث ذکر کی ہیں، حدیث شریف پڑھانے والے اساتذہ اور پڑھنے والے طلبا کیلئے یہ ایک مفید شرح ہے البتہ اگر دوسرے ایڈیشن میں عربی اور اردو املا وترقیم کا لحاظ رکھا جائے تو سونے پہ سہاگہ ہوگا۔ (مبصر: مولانا حبیب اللہ حقانی)

● درود شریف کی اہمیت اور فضیلت تالیف: صوفی طارق محمود

ضخامت: ۶۸ رصفحات ناشر: مکتبہ الارشاد طیر ہالٹ کراچی 0334 3526403

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا، درود کا ورد کرنا اور درود شریف پر کتابیں مرتب کرنا بڑی سعادت، روز محشر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت وقرب کا ذریعہ اور دنیا میں بھی مصائب و مشکلات ٹلنے کا وسیلہ ہے، درود شریف پر لکھی گئی کتابوں، مقالوں اور مجموعوں کا بے شمار ذخیرہ ہے جس کا شمار احاطہ تحریر سے باہر ہے اور اب تک یہ مبارک سلسلہ جاری ہے، صلحائے امت نے ہر زمانہ اور ہر زبان میں

جذبہ عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت درود شریف کے متعلق مختلف اسالیب میں خامہ فرسائی کی ہیں اور تاہنوز اسی جذبہ سے سرشار اہل علم لکھ رہے ہیں، صوفی طارق محمود صاحب کی مرتب کردہ مجموعہ بھی اس سلسلے کی ایک حسین کڑی ہے۔ زیر تبصرہ کتابچہ ''درود شریف کی اہمیت اور فضیلت'' میں مؤلف موصوف نے درود شریف کی اہمیت اور فضیلت پر احادیث مبارکہ نیز علما اور بزرگوں کے واقعات کو نہایت سہل انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور محترم محمد حسین ڈیسائی صاحب نے صوفی صاحب کے اس عظیم سوغات کو نہایت بہترین انداز سے زیور طبع سے آراستہ کرکے عاشقان مصطفیؐ کے حضور پیش کرنے کی سعادت حاصل کی، درود شریف پر یہ گرانقدر تحفہ ہے، جس سے عاشقانِ مصطفیٰ مستفیض ہو سکتے ہیں۔

- گلدستہ درود وسلام   تالیف: مولانا مفتی احسان الحق

ضخامت: ۸۰ صفحات   ناشر: مکتبہ الحسنی   رابطہ نمبر 0332 2177075

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار عقیدت، جذبہ عشق اور دامن رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خوشہ چینی کیلئے اسلاف امت نے بہت کام کیا ہے اور ہر ایک کی تمنا ہوتی ہے کہ ہم اپنے حقیقی محسن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنا نذرانہ عقیدت پیش کریں۔

زیر تبصرہ کتابچہ ''گلدستہ درود وسلام'' بھی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق ومحبت اظہار عقیدت والفت کا نمونہ ہے، جس میں مؤلف موصوف نے ایک سو بیس صیغ الصلاۃ اور ساٹھ صیغ السلام والتحیات نہایت عقیدت ومحبت سے پیش کی ہے اور ایک ایک درود کی تخریج اور حوالہ جات لکھ کر کتاب کی حسن کو چار چاند لگا دیئے، اپنے موضوع پر عمدہ کاوش ہے۔

- چہل حدیث شریف درود والسلام مع صلو والسلام علی سید الانام

مؤلف: مولانا محمد یوسف متالا   ضخامت: ۶۴ صفحات   ناشر: مکتبہ حبیبیہ رشیدیہ اردو بازار لاہور

زیر تبصرہ کتابچہ میں مرتب موصوف نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی کتاب فضائل درود شریف میں چالیس احادیث مبارکہ سے صیغ درود وسلام پیش کی ہے اور آخر میں مولانا محمد یوسف متالا مرحوم کی کتاب الصلوۃ و السلام علی سید الانام بالاسماء الالهیه و الالقاب النبویه کو پیش کیا ہے، مولانا انیس احمد المظاہری نے دونوں رسائل کو یکجا کرکے نہایت خوبصورت اور اعلیٰ انداز میں زیور طباعت سے آراستہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے مولفین اور ناشرین کیلئے رفع درجات کا ذریعہ بنائے (آمین)

- مسنون دعائیں   تالیف: مولانا مفتی عاشق الٰہی بلند شہریؒ

تخریج: مولانا مفتی احسان الحق   ضخامت: ۲۷۶ صفحات   ناشر: مکتبہ الحسنی رابطہ نمبر 0315 02403140

مولانا مفتی عاشق الٰہی بلند شہری مرحوم کی علمی جامعیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، دین کے ہر شعبہ میں ان کی خدمات نمایاں ہیں، شعبہ تصنیف میں تو وہ ید طولیٰ رکھتے تھے، ہر موضوع پر خامہ فرسائی کرکے موضوع کا حق ادا کیا ہے، مسنون دعائیں بھی ان کی کتاب ہے، جس میں انہوں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول دعاؤں کے ذخیرے کو جمع اور مرتب کیا ہے، ضرورت اس بات کی تھی کہ کوئی محقق عالم دین اس مجموعہ کی تخریج کرے، اللہ تعالیٰ نے یہ کام مولانا مفتی احسان الحق صاحب سے لیا اور انہوں نے اس کام کو بخوبی انجام دیا۔ زیر تبصرہ کتاب ''مسنون دعائیں'' تخریج شدہ نسخہ ہے جو اپنے موضوع پر انمول تحفہ سے کم نہیں جس سے عوام اور ہر طبقہ کے لوگ یکساں طور پر مستفید ہو سکتے ہیں۔

- دعاؤں کا خزانہ   تالیف: ڈاکٹر حافظ فیوض الرحمٰن

ضخامت: ۲۱۵ صفحات   ناشر: مسجد الفرقان ملیر کینٹ بازار کراچی

اسلامی تعلیمات میں دعا کی اہمیت و فضیلت کسی مومن مسلمان سے ڈھکی چھپی نہیں، دعا پکارنے اور مانگنے کو کہتے ہیں، دعا ایک عبادت ہے اور اسلامی تعلیمات نے دیگر عبادات کی طریقوں کی طرح دعا مانگنے کا طریقہ واضح کیا ہے، جب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے پر اللہ سے دعا مانگی جائے تو انسان پھر ہر قسم کے مصائب اور بلاؤں سے محفوظ رہے گا، دعاؤں کی اہمیت اور فضیلت پر بے تحاشا ذخیرہ موجود ہے اور اس پر لکھنے کا یہ سلسلہ تا ہنوز جاری ہے، اس سلسلہ کی ایک حسین کڑی ڈاکٹر فیوض الرحمٰن صاحب کی کتاب ''دعاؤں کا خزانہ'' بھی ہے۔

زیر تبصرہ کتاب ''دعاؤں کا خزانہ'' میں مؤلف موصوف نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت مختلف اوقات میں مختلف دعاؤں کو بڑے سلیقے سے مرتب کیا ہے، پہلے دعا کی فضیلت پھر وہی دعا مع سلیس اردو ترجمہ کے ذکر کیا ہے، کتاب کے آخر میں منزل اور چالیس درود شریف شامل کئے ہیں، یہ مجموعہ دعاؤں کا ایک ایسا گلدستہ ہے جس میں روز مرہ دعاؤں کے پڑھنے کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں، اس مجموعہ سے خواص اور عامۃ الناس یکساں طور پر مستفید ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مجموعہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور ہر خاص و عام کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

● **سوانح حیات مولانا حسین علی الوانیؒ** تالیف: مولانا محمد عبدالمعبود

ضخامت: ۳۵۲ صفحات ناشر: المدینہ پبلشرز صدیق سینٹر ڈیرہ اسماعیل خان رابطہ: 03365190632

مفسر قرآن، محدث کبیر، مجاہد عظیم، داعی کبیر حضرت مولانا حسین علی الوانیؒ اکابر اہل سنت وعلمائے دیوبند کے اس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جن کے زندگی کی ساری تگ ودو، شب و روز اور لحہ لحہ دعوت توحید و رسالت، درس قرآن وحدیث کی خدمت کیلئے وقف تھی، دین اسلام کی پاسداری کی خاطر انہوں نے قسم قسم مصائب، الآم، تکالیف اور سختیاں برداشت کر کے دین حق کی دعوت سے پیچھے نہیں ہٹیں، آخر دم تک الحق پر ثابت قدم رہے، قرآن وحدیث کی جتنی خدمت انہوں نے کی پوری دنیا اس کی معترف ہیں، اس عظیم ہستی اور نامور شخصیت کی عظیم تلامذہ نے ان کی وفات کے بعد قرآن وحدیث کی نشر واشاعت کر کے لاکھوں تشنگانِ علوم نبوت کو قرآن کے علوم و معارف سے روشناس کرایا، اس عظیم داعی، مفسر، محدث، لاکھوں عظیم تلامذ کی استاد اور عظیم شخصیت کی سوانحی تذکرہ پر اور آپ کے حالات زندگی پر اب تک کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ مولانا عبدالمعبود صاحب کی کتاب اس جذبہ کے تحت مرتب ہوئی ہے کہ اس عظیم شخصیت پر اس انداز سے لکھا جائے کہ جس سے اس شخصیت کی حالات زندگی، دینی خدمات ومساعی کا ہر پہلو نمایاں اور ہر گوشہ پر سیر حاصل گفتگو ہو اور یہ ایک دینی فریضہ ہے کہ ایسی عظیم مصلحین امت کی حیات و خدمات سے پوری دنیا آگاہ ہوں، ان کی مجاہدانہ کارناموں، پیہم شبانہ روز عبادت و ریاضت اور دعوت و رجوع الی القرآن کے حوالے سے ان کی مساعی جمیلہ کی کیفیات سے نئی نسل باخبر ہوں اور ان کی حیات جاویدانہ اور اعمال صالحہ ان کیلئے مشعل راہ ثابت ہو۔ بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد عبدالمعبود صاحب نے پیرانہ سالی، ضعف، بیماریوں اور دیگر مشاغل کے باوجود مفسر قرآن مولانا حسین علی الوانیؒ کی شخصیت، احوال و واقعات حیات و خدمات پر بہترین کتاب لکھی، مولانا عبدالمعبود صاحب کی اب تک چالیس کے قریب کتابیں اہل علم و تحقیق سے داد تحسین وصول کر چکے ہیں، انہوں نے جس موضوع پر بھی خامہ فرسائی کی ہے موضوع کا خوب حق ادا کیا ہے، اس بار بھی ایک عظیم شخصیت پر لکھا بہت خوب لکھا۔

زیر تبصرہ کتاب "سوانح حیات مولانا حسین علی الوانی رحمہ اللہ" دس ابواب پر مشتمل ہے پوری کتاب میں مولانا مرحوم کی زندگی، بچپن، تعلیم وتربیت درس وتدریس، دعوت وارشاد، قران کی خدمت، علمی آثار، علوم ومعارف، اساتذہ، تلامذہ وخلفا پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے، اس کے علاوہ مولانا مرحوم کی تحقیقی مسائل پر جو علمی نقطہ ہائے نظر تھی مولف موصوف نے اس کی وضاحت کی ہے، یہ کتاب مولانا مرحوم کی شخصیت پر ایک

مفید اضافہ ہے، عوام اور خواص دونوں یکساں طور پر اس کاوش سے استفادہ کرسکتے ہیں جابجا کمپوزنگ کی اغلاط نظر آتی ہے تاہم امید ہے کہ اگلے ایڈیشن میں اس کا ازالہ کردیا جائے گا۔

- سفینۃ النجاۃ فی ذکر مناقب السادات ضخامت: ۲۶۰ صفحات
  تصنیف: مولانا مفتی مرغوب احمد لاجپوریؒ ناشر: زمزم پبلشر اردو بازار

صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس والہانہ وعقیدت ومحبت عشق والفت کا بے مثال نمونہ پیش کیا ہے، اس کا عصر حاضر میں تصور بھی مشکل ہے، اسی عشق ومحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا ہے کہ آپ کے اہل بیت سے بھی محبت ہو اور قرآن واحادیث میں بھی اہل بیت سے محبت کی تاکید کی گئی ہے اور ہمارے اسلاف کے کتب سیر وتاریخ کے اوراق بھی اہل بیت اور سادات کی محبت سے بھری پڑی ہے

زیر تبصرہ کتاب سفینۃ النجاۃ فی ذکر مناقب السادات بھی سادات کے ساتھ مؤلف موصوف کی محبت وعقیدت کا نمونہ ہے اور اسی جذبہ کے تحت یہ کتاب لکھی گئی ہے، اس کتاب میں ایک مقدمہ اور دس فصلیں اور ایک خاتمہ ہے، مقدمہ میں اہل بیت، قربی اور سید کے لقب کے ماخذ، آل، ذریت وعترت کا مفہوم واضح کیا ہے، فصل اول میں قرآن کریم سے اہل بیت کے فضائل، فصل دوم میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا رسالہ مع ترجمہ، فصل سوم میں اسی موضوع متعلق چھ مضامین، فصل چہارم میں اہل بیت کے احترام کے متعلق صحابہ کرام اور صلحائے امت کے اکتیس نظائر، فصل پنجم میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل بیت ومحبین اہل بیت کے ساتھ لطف ومہربانی، فصل ششم میں سیدہ النسا فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مناقب، فصل ہفتم میں مناقب علی المرتضی کرم اللہ وجہہ، فصل ہشتم میں مناقب سبط اکبر حضرت حسن رضی اللہ عنہ، فصل نہم میں فضائل ومناقب حسین رضی اللہ عنہ، فصل دہم میں دیگر ائمہ اہل بیت کا مختصر تذکرہ، خاتمہ میں حضرت امام مہدی رضوان اللہ علیہ کا ذکر وغیر شامل ہیں، اپنے موضوع پر یہ کاوش انمول تحفہ اور قیمتی سوغات سے کم نہیں اہل علم وعامہ الناس یکساں طور پر اس سے مستفید ہوسکتے ہیں۔

- تسہیل بہشتی گوہر مع خلاصہ سیرت رسولؐ مصنف: مولانا اشرف علی تھانویؒ
  تسہیل وترتیب: مولانا حسین اسماعیل ضخامت: ۱۳۹ صفحات ناشر: الحرف کتابیات احمد پور شرقیہ بہاولپور 03027617944

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ نے خواتین کو بطور نصاب پڑھانے کیلئے بہشتی

زیور کے نام سے دس حصص پر مشتمل مختصر مگر جامع کتاب لکھی تھی، پھر ایک حصہ کے متعلق کچھ مسائل مسئلہ نمبر ایک مسئلہ نمبر دو کے انداز سے تحریر کئے، جس کو بہشتی زیور کے پہلے حصے اور دوسرے حصے کا تتمہ کا نام دیا، یوں ایک نئی کتاب مرتب ہوئی جس کا نام بہشتی گوہر رکھا گیا اور اب یہ کتاب وفاق المدارس کے متوسطہ سال سوم کے نصاب میں شامل درس ہے چونکہ اس کی زبان ذرا مشکل تھی اور انداز بیان بھی ایسا کہ اس سہولت پسند دور کے ابتدائی اور کم استعداد طلبہ کو بے یقینی کی کیفیت سے دوچار کر رہے تھے، اس مشکل اور ضرورت کو ملحوظ کرتے ہوئے مولانا حسین اسماعیل صاحب نے اس کی بہترین انداز میں تسہیل اور ترتیب نو کر کے طلبہ پر احسان عظیم کیا۔

زیر تبصرہ کتاب ''تسہیل بہشتی گوہر'' میں مؤلف موصوف نے تمام مسائل کو تعلیم اسلام کے طرز پر سوال و جواب کی صورت میں تبدیل کر دیا، آسان سے آسان تر اور سلیس اردو کا استعمال کیا اور عبارت کو مختصر سے مختصر کر دیا اور آخر میں سیرت رسول کا خلاصہ بھی شامل کیا، گویا دونوں نصابی کتابوں کو یکجا مرتب کر کے طلبہ کو سہولت فراہم کی، یقیناً مؤلف موصوف نے نہایت عرق ریزی اور جانفشانی کے ساتھ یہ عظیم خدمت سرانجام دی ہے، طلبہ کیلئے یہ ایک انمول تحفہ اور عظیم علمی سوغات سے کم نہیں حتی کہ عامۃ الناس بھی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

● **مسجد اور کمیٹی سے متعلقہ اہم مسائل اور ان کا حل** ضخامت: ۵۶۰ صفحات

مؤلف: قاری محمد شفیق یوسفزئی و مولانا راشد اسلام یوسفزئی ناشر: مکتب تجوید القرآن فیوچر کالونی لانڈھی کراچی 03111260722

اسلام اور مسلمانوں کی ترقی میں مسجد کا کردار مرکزی حیثیت رکھتا ہے، قرآن وسنت میں مسجد کی آبادی و تعمیر کے بہت سے فضائل بیان ہوئے ہیں، زیر تبصرہ کتاب ''مسجد اور کمیٹی سے متعلقہ اہم مسائل اور ان کا حل'' میں مسجد، مسجد کے نمازی، امام، مؤذن، خادم، متولی، وقف اور انتظامیہ کمیٹی سے متعلقہ کئی اہم مسائل کے بارے میں ملک کے معتمد مفتیان کرام کے مصدقہ فتاویٰ جات کو جمع کیا گیا ہے، کتاب کے مؤلفین قاری محمد شفیق یوسفزئی اور مولانا راشد اسلام یوسفزئی ہیں، ان حضرات نے نہایت عرق ریزی کے ساتھ اس کتاب کو مرتب فرمایا ہے۔ اس سے قبل مؤلفین نے ''مکاتب حفظ و ناظرہ کے مسائل اور ان کا حل'' نامی کتاب بھی مرتب فرمائی ہے جسے عوام و خواص میں سراہا گیا ہے۔

یہ کتاب بھی اپنے موضوع کے اعتبار سے بہت قیمتی اور اہم ہے، جس کا ہر مسجد، کمیٹی کے ارکان اور امام و مؤذن کے علاوہ مقتدیوں کے پاس ہونا ضروری ہے۔ (مبصر: مولانا حبیب اللہ حقانی)